تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ　　لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　۱۳ تا ۱۹ / اگست ۱۹۹۸ء　　مدیر : حافظ عاکف سعید

بانی پاکستان کے آخری کلمات : پاکستان کی منزل ”نظام خلافت“

قائداعظم کے معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ کے قلم سے

میرے لئے یہ بات حیرت کا باعث تھی کہ لاہور سے زیارت تک کا سفر طے کر کے میں شدید بیماری میں مبتلا قائداعظم کے کمرے میں داخل ہوا تو اس کے باوجود کہ بانی پاکستان انتہائی کمزور ہو چکے تھے اور ان کا جسم کمبل میں لپٹا ہوا تھا' انہوں نے اپنا ہاتھ باہر نکالتے ہوئے مجھ سے نہایت گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور پوچھا ”آپ کو راستے میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی“۔ مرض الموت میں مبتلا اس عظیم انسان کے اخلاق' تواضع اور انکساری کی یہ اچھوتی مثال تھی۔ حالانکہ مجھ سے ہاتھ ملانے اور مزاج پرسی کرنے ہی سے وہ ہانپنے لگے اور بعد میں کئی منٹ تک آنکھیں بند کئے لیٹے رہے۔ ایک بار ہم خوف زدہ تھے کہ خون اور تھوک وغیرہ کی تحقیق سے جو نتائج سامنے آئے ہیں انہیں قائداعظم تک کیسے پہنچائیں۔ انہوں نے از خود ہماری پریشانی محسوس کر لی اور بولے ”آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کھل کر بیان کریں کیونکہ بیماری کی نوعیت معلوم ہونے کے بعد میں آپ سے زیادہ تعاون کر سکوں گا۔ گھبرائیں نہیں میں موت سے نہیں ڈرتا' کیونکہ موت کو بہرحال آنا ہے۔ البتہ اگر آپ کے پیشے کے اصول راستے میں حائل ہوں تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا“۔

برصغیر کے مسلمانوں کو ایک آزاد وطن سے روشناس کرانے والے قائداعظم کا خدا پر ایمان اور اصولوں پر یقین ہمارے لئے خوشگوار حیرت کا باعث تھا۔ قائداعظم بظاہر ان معنوں میں مذہبی رہنما نہ تھے' جن معنوں میں عام طور پر ہم مذہبی رہنماؤں کو لیتے ہیں لیکن مذہب پر ان کا یقین کامل تھا۔ ایک بار دوا کے اثرات دیکھنے کے لئے ہم ان کے پاس بیٹھے' میں نے دیکھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن ہم نے بات چیت سے منع کر رکھا تھا اس لئے الفاظ لبوں پر آ کر رک جاتے ہیں۔ اس ذہنی کشمکش سے نجات دلانے کے لئے ہم نے خود انہیں دعوت دی تو وہ بولے :

”تم جانتے ہو جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے' یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہ کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسول خدا ؐ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔ پاکستان میں سب کچھ ہے اس کی پہاڑیوں' ریگستانوں اور میدانوں میں نباتات بھی ہیں اور معدنیات بھی۔ انہیں تسخیر کرنا پاکستانی قوم کا فرض ہے۔ قومیں نیک نیتی' دیانت داری' اچھے اعمال اور نظم و ضبط سے بنتی ہیں اور اخلاقی برائیوں' منافقت' زر پرستی اور خود پسندی سے تباہ ہو جاتی ہیں“۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ ۱۱/ ستمبر ۱۹۸۸ء)

شمارہ : 31　　قیمت : 3 روپے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اداریہ

عاکف سعید

یوم آزادی ـــــ یوم خود احتسابی

اگست کا دوسرا ہفتہ قریب الاختتام ہے۔ یوم آزادی کی تقریبات زوروں پر ہیں کہ آج سے ٹھیک دو دن بعد ۱۴/اگست ۹۸ء کو پاکستان کے نام سے ایک آزاد و خود مختار ملک کے قیام کو ۵۱ برس مکمل ہو جائیں گے اور پاکستان گویا اپنی عمر کے ۵۲ ویں سال میں داخل ہو جائے گا۔ قوموں اور ملکوں کی زندگی میں نصف صدی کو بڑی مدت شمار نہیں ہوتی بلکہ دیگر ممالک کے مقابلے میں کہ جو اپنی پشت پر صدیوں نہیں' ہزاروں برس کی تاریخ رکھتے ہیں پاکستان کو اب بھی اک نوزائیدہ ملک قرار دیا جائے تو کچھ اتنا غلط نہ ہو گا' تاہم اپنی جگہ نصف صدی کی مدت بھی ایک قابل ذکر عرصہ متصور ہوتی ہے۔ جس طرح فرد کی زندگی میں اس کی سالگرہ خوشی و مسرت اور تفکر و تشویش دونوں کا پیغام بن کر آتی ہے ـــــ مسرت اس پہلو سے کہ حیات زندگی کا ایک اور برس مکمل ہوا اور اگلے برس کا آغاز ہوا' اور تفکر و تشویش اس اعتبار سے کہ عمر عزیز کا ایک برس مزید کم ہوا اور مہلت عمر اور عمل میں مزید کمی واقع ہوئی' بقول شاعر ؎ "غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی ۔ گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی" ـــــ اسی طرح قوموں اور ملکوں کی حیات میں بھی ان کا یوم تاسیس یا یوم آزادی لمحات مسرت کے ساتھ ساتھ لمحات فکر کی فراہمی کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ زندہ قومیں ایسے مواقع پر اظہار مسرت و شادمانی سے زیادہ خود احتسابی اور غور و فکر پر اپنی توجہات کو مرکوز کرتی ہیں کہ گزشتہ ایک برس کے دوران ہم نے کیا کھویا' کیا پایا؟ ـــــ آغاز سفر میں ہم نے بحیثیت قوم جن اہداف کا تعین کیا تھا' ان کے حصول میں کوئی پیش رفت ہوئی یا پسپائی؟ اگر پیش رفت ہوئی تو کس قدر' اور اگر پسپائی ہوئی تو اس کے اسباب کیا تھے؟ وغیرہ جبکہ غافل اقوام کے پیش نظر ایسے مواقع پر محض جشن منانا ہوتا ہے۔ انہیں اپنے گرد و پیش کا کچھ خیال ہوتا ہے نہ حقائق و واقعات کا شعور۔

اس تناظر میں جب ہم پاکستانی قوم پر نگاہ ڈالتے ہیں' جو بد قسمتی سے اب ایک قوم نہیں رہی بلکہ متعدد قومیتوں میں تقسیم ہو چکی ہے' تو اس کے طور اطوار میں زندہ اقوام کی جھلک کم اور غافل اور بیمار اقوام کی علامات زیادہ نظر آتی ہیں ـــــ سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر رنگا رنگ تقریبات کا انعقاد' اہم عمارات اور بازاروں کی تزئین و آرائش اور چراغاں پر کروڑوں روپے صرف کرنے پر مستزاد بڑے شہروں میں اس موقع پر "زندہ دلان شہر" بالعموم جس ہلڑ بازی اور طوفان بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہیں اسے دیکھ کر نگاہیں شرم سے جھک جاتی ہیں' گویا اس اہم قومی دن کو پرشکوہ اور باوقار طریقے سے منانے کی بجائے جشن آزادی کا مفہوم ہمارے نزدیک ہوش و خرد اور تمام اخلاقی قیود سے آزادی ٹھہرا ہے۔

پاکستان کے ۵۱ ویں یوم تاسیس کے حوالے سے جب ہم اپنی نصف صدی کی تاریخ پر خود احتسابی کے نقطہ نگاہ سے ناقدانہ نگاہ ڈالتے ہیں تو بہت سے اعتبارات سے "دامن میں ہے مشت خاک جگر' ساغر میں شراب حسرت ہے" کا نقشہ نظر آتا ہے۔ جبکہ روشن اور خوش آئند پہلو خال خال ہیں جنہیں تلاش کرنے کے لئے بہت تگ و دو کرنا پڑتی ہے۔ بالخصوص قیام پاکستان کے اصل ہدف یعنی نظام خلافت کے قیام کے اعتبار سے جسے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے بھی موت سے قبل اپنے آخری کلمات میں پاکستان کی منزل قرار دیا تھا (اس کا حوالہ سرورق پر درج اقتباس میں دیکھا جا سکتا ہے) صورتحال نہایت مایوس کن نظر آتی ہے۔ نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود آج بھی ہم "ہے وہی سرمایہ داری' بندۂ مومن کا دیں" کے مصداق انگریز کے عطا کردہ سرمایہ دارانہ نظام اجتماعی کو جو بدترین استحصالی نظام ہے' سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور "قرارداد مقاصد" کو دستور میں شامل کرنے کے باوجود دستور میں چور دروازے نکال کر اللہ کی حاکمیت کے اقرار اور قرآن و سنت کی بالادستی کی شق کو غیر مؤثر کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور سودی نظام مالیات کو نہ صرف برقرار رکھ کر بلکہ مسلسل فروغ دے کر اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف حالت جنگ کو طول دینے پر مصر ہیں۔ ہم نے بانی پاکستان کی توقعات پر پورا اترنے کی بجائے ان کے اندیشوں کو سچ کر دکھایا ہے۔ ان کے اس فرمان کے آئینے میں کہ "قومیں نیک نیتی' دیانت داری' اچھے اعمال اور نظم و ضبط سے بنتی ہیں اور اخلاقی برائیوں' منافقت' زر پرستی اور خود پسندی سے تباہ ہو جاتی ہیں" آج ہم اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ ہم بحیثیت قوم اللہ کے اس احسان عظیم پر جو قیام پاکستان کی صورت میں ہم پر ہوا' اس کا شکر بجا لانے کی بجائے کفران نعمت کے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں اور گویا اپنے طرز عمل سے اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں ـــــ تاہم یہ بات نہایت حوصلہ افزا ہے کہ ہمارے ان قومی جرائم کے باوجود تاحال اس "ارض پاک" کو تائید غیبی حاصل رہی ہے اور دشمنوں کی پیہم سازشوں اور ہماری نالائقیوں کے باوجود وہ پاکستان جس کا خواب مصور پاکستان علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء میں دیکھا تھا' ابھی تک محفوظ و سلامت ہے۔ اس تائید غیبی کا ایک بہت بڑا مظہر حال ہی میں پاکستان کی جانب سے بھارت کے جواب میں کئے جانے والے ایٹمی دھماکے بھی ہیں کہ جو اب عالم واقعہ میں بھارتی جارحیت کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان واقعات سے اس امر کی جانب رہنمائی ملتی ہے کہ اسلام کے عالمی غلبہ کے ضمن میں اس خطے کے حصے میں کوئی خصوصی رول مشیت الٰہی میں طے ہے۔ لیکن اللہ کی اس رحمت و نصرت اور حلم پر جری ہونے کی بجائے ہم میں سے ہر پاکستانی مسلمان کو انفرادی طور پر اللہ کی جناب میں توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں اجتماعی طور پر قیام پاکستان کے اصل ہدف یعنی نظام خلافت کے قیام کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہئے کہ پاکستان کا استحکام ہی نہیں' اس کی بقا بھی صرف اور صرف نظام خلافت کے قیام میں مضمر ہے ○○

خود کردہ را علاجے نیست (۲)

مرزا ایوب بیگ' لاہور

پاکستان کو فوری طور پر جن چار بڑے مسائل کا سامنا ہے' گزشتہ شمارہ میں ان میں سے تین پر تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے: (1) سنگین اقتصادی بحران (2) تاجروں کی ہڑتالیں (3) چھوٹے صوبوں کا بڑے صوبے کے خلاف محاذ اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے حوالہ سے سندھ اور سرحد دونوں اطراف سے پنجاب کی سرحد پر احتجاجی دھرنا اور پنجاب کے راستے کو بند کرنا۔ چوتھے مسئلے یعنی خارجی اور بین الاقوامی صورت حال اور پاکستان پر اس کے اثرات پر گفتگو نہیں ہو سکی تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ آخری مسئلہ' جسے مؤخر کیا گیا تھا' پر کچھ عرض کیا جائے' پہلے تین مسائل پر گزشتہ اشاعت میں جو کچھ تحریر کیا گیا تھا اس کے بارے میں کچھ مزید وضاحتیں کرنا ضروری ہیں۔

اقتصادی بحران کے حوالہ سے حکومت کی بہت سی حماقتوں کا ذکر کیا گیا تھا لیکن عجیب اتفاق ہے کہ حکومت نے حال ہی میں اقتصادی پالیسوں کے حوالہ سے جس "حماقت عظمیٰ" کا ارتکاب کیا ہے اس کا ذکر رہ گیا۔ سابق وزیر خزانہ اور موجودہ وزیر خارجہ جناب سرتاج عزیز نے فارن کرنسی اکاؤنٹ ہولڈرز کے لئے جو پیکج دیا ہے وہ ناقابل فہم بھی ہے اور مضحکہ خیز بھی اور اس پیکج سے زرمبادلہ کی صورت حال سنورنے کی بجائے مزید بگڑنے کا اندیشہ بھی ہے۔ اس پیکج کے مطابق فارن کرنسی اکاؤنٹ ہولڈرز یا تو سرکاری ریٹ 46 روپے فی ڈالر کے حساب سے پاکستانی کرنسی حاصل کرلیں یا پھر ان کی اس رقم کو یو ایس ڈالرز سپیشل بانڈز میں تبدیل کر دیا جائے گا جو پانچ سال اور دس سال کے عرصہ کے لئے ہوں گے' جن پر اکاؤنٹ ہولڈرز کو 6/ فیصد سالانہ سود ادا کیا جائے گا۔ یہ سود وہ ہر چھ ماہ کے بعد پاکستانی روپے میں وصول کر سکیں گے۔ بانڈز کی مدت ختم ہونے پر یہ رقم فارن کرنسی میں بھی حاصل کی جا سکے گی۔ ہر امپورٹر کو حکومت سرکاری ریٹ پر L-C کھولنے کے لئے 50/ فیصد زرمبادلہ فراہم کرے گی اور 50 فیصد زرمبادلہ وہ بازار سے خریدے گا۔ اسی طرح ہر ایکسپورٹر جو زرمبادلہ حاصل کرے گا اس کا 50 فیصد سرکاری نرخ پر سٹیٹ بینک میں جمع کرانا ہو گا۔ یعنی اس اقتصادی پیکج کے تین اہم نکات ہیں

1) پانچ سالہ مدت کے بانڈز پر 6 فیصد سود ملے گا۔

2) درآمد کنندگان کو سرکاری نرخ پر صرف 50 فیصد زرمبادلہ ملے گا۔

2) برآمد کنندگان کو حاصل ہونے والے زرمبادلہ کا 50 فیصد سٹیٹ بینک میں جمع کرانا ہو گا۔

تجزیہ

اس پیکج پر راقم جیسا شخص' جو اقتصادیات کے میدان میں Lay man کی حیثیت رکھتا ہے' بھی سر پیٹ کر رہ گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر سپیشل ڈالرز بانڈز ہولڈر کو 6 فیصد سود پاکستانی روپے ہی میں ملتا ہے تو وہ اپنی رقم نکلوا کر کسی پاکستانی بینک میں پانچ سال کے لئے فکسڈ ڈیپازٹ کی صورت میں 15 فیصد سود کیوں نہ لے۔ جبکہ وہ 46 روپے ڈالر کے حساب سے جب چاہے رقم نکلوا سکتا ہے جہاں تک درآمد کنندگان اور برآمد کنندگان کو زرمبادلہ کا 50 فیصد سرکاری نرخ پر ملنے کا تعلق ہے تو کون پاگل امپورٹر ہو گا جو اوورانوائسنگ نہیں کرے گا اور کون احمق ایکسپورٹر ہو گا جو انڈر انوائسنگ نہیں کرے گا کیونکہ سرکاری اور بازاری نرخ میں اب بھی 11 روپے فی ڈالر کا فرق ہے یعنی جو امپورٹر ایک لاکھ ڈالر کی امپورٹ کرے گا اگر وہ اوور انوائسنگ نہیں کرتا تو اسے ساڑھے پانچ لاکھ روپے کا خسارہ ہو گا اسی طرح کا معاملہ ایکسپورٹر کا ہے۔ تاجروں کی ہڑتال کے معاملے میں جیولرز نے چونکہ زبردست باہمی اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا اور چوبیس دن مسلسل شٹر ڈاؤن کیا للذا وہ اپنے مطالبات تسلیم کرانے میں کامیاب ہو گئے لیکن باقی تاجروں میں حکومت پھوٹ ڈلوانے میں کامیاب ہو گئی للذا ان کا معاملہ ابھی لٹکا ہوا ہے۔

حکومتی ذرائع نے ان خبروں کی سختی سے تردید کی ہے کہ وزیراعظم نواز شریف 14/ اگست کو کالا باغ ڈیم کا سنگ بنیاد رکھیں گے اور نہ حکومت نے یہ وضاحت کی ہے کہ وہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لئے فنڈز کا بندوبست کس طرح اور کن ذرائع سے کرے گی۔ آج سے دو ماہ پہلے جب سے میاں نواز شریف نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان کیا ہے اینٹی کالا باغ ڈیم عناصر خصوصاً سندھ اور سرحد کے قوم پرست لیڈر اپنے تمام اختلافات بھلا کر متحد ہو رہے ہیں بلکہ اسی اعلان کو بنیاد بنا کر ان قوم پرست لیڈروں نے چاروں صوبوں کی زنجیر بے نظیر کو بڑی کامیابی سے اپنی صف میں شامل کر لیا ہے۔ یعنی صورت حال کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے آغاز کا بھی ابھی دور دور کوئی نشان یا امکان نہیں اور اس کے بننے کے جو نقصانات ہو سکتے ہیں وہ ہمیں پہنچنا شروع ہو چکے ہیں۔ حکومت اگر کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے وسائل نہیں رکھتی تھی اور اگر قوم پرست لیڈروں کی دھمکیوں سے مرعوب ہونا ہی تھا تو محض تعمیر کا اعلان کیوں کیا گیا؟ معلوم ہوتا ہے حکومت کوئی فیصلہ بھی منصوبہ بندی اور حکمت عملی سے نہیں کر پا رہی بلکہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہے۔

راقم نے گزشتہ ہفتہ کے تجزیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ اگلے تجزیہ میں یہ واضح کیا جائے گا کہ نواز شریف قوم پرست اور انتہاپسند لیڈروں کو غیر معمولی اہمیت کیوں دیتے ہیں!۔ حقیقت یہ ہے کہ قوم پرست لیڈروں نے فوج کو ہمیشہ اپنے راستے کا پتھر سمجھا ہے اور ان کی طرف سے فوج پر تنقید بلکہ اظہار نفرت گاہے بگاہے ہوتا رہتا ہے۔ نواز شریف سمجھتے ہیں کہ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے ان کی گرفت بڑی مضبوط ہے اور عوام میں ان کی جڑیں بڑی گہری ہیں۔ البتہ باقی صوبوں میں یہ صورت حال نہیں ہے۔ اب جبکہ آئینی اور قانونی طور پر انہوں نے حکومت کے خاتمے کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں تو صرف ایک صورت ہے کہ کوئی مارشل لاء ان کی حکومت کو ختم کر دے۔ لیکن اس مارشل لاء کو پنجاب میں عوام کی مخالفت اور دوسرے صوبوں میں ان کے دوست قوم پرست اور

انتہاپسند لیڈروں کا سامنا ہوگا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کو ذہن میں رکھتے ہوئے فوج انتہاپسندوں سے ٹکراؤ سے اجتناب کرے گی لہٰذا میاں صاحب کی کرسی محفوظ رہے گی۔ لیکن میاں صاحب نہیں جانتے تھے کہ حالات کا جبر خود انہیں کس طرح قوم پرستوں اور انتہاپسندوں کے مقابل لا کھڑا کرے گا۔

خارجہ حکمت عملی بھی دو عملی اور نیمے دروں نیمے بروں کے انداز میں چل رہی ہے۔ نواز شریف حکومت اعلانات بڑے جرات مندانہ کر رہی ہے' خود انحصاری' خود کفالت اور کشکول شکنی کے دعوے بھی ہو رہے ہیں اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی منت سماجت بھی جاری ہے۔ بھارت سے تعلقات کے معاملے میں بھی حکومت غیر واضح اور مبہم طرز عمل رکھتی ہے۔ نواز شریف جب اپوزیشن لیڈر تھے تو 5 فروری کو کشمیر کے ساتھ یکجہتی کے اظہار کے لئے ملک گیر ہڑتال کرواتے تھے۔ بے نظیر کے طرزِ عمل کو بزدلانہ قرار دیتے تھے اور آزاد کشمیر میں جاکر پاکستان کے پاس ایٹم بم ہونے کا اعلان کرتے تھے لیکن جونہی وزیراعظم بنے انہیں نرسمہا راؤ کی مسکراہٹ بڑی خوبصورت لگنے لگی' اگرچہ اس کے دور میں کشمیریوں سے ظلم و ستم میں اضافہ ہوا تھا۔ گجرال سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسے انتہائی نفیس انسان قرار دیا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس سے جو ملاقاتیں ہوئیں تھیں ان میں کشمیر کا ذکر نہ ہونے کے برابر تھا یعنی بھارت کو غلط سگنل بھیجے گئے۔ بھارت نے اس طرز عمل کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور اسے پاکستان کی کمزوری پر محمول کیا اور یوں اس نے اپنے رویئے کو انتہائی سخت کر لیا۔ آزاد کشمیر میں وسیع پیمانے پر جھڑپیں بھارتی حکومت کی اس منصوبہ بندی کا حصہ معلوم ہوتی ہیں کہ دیوالیہ ہونے کے قریب پاکستان پر عسکری حوالہ سے بھی بوجھ ڈالا جائے۔

آج کی دنیا میں' جو حقیقت میں اقتصادیات کی دنیا ہے' صرف وہ ممالک یا قومیں اپنے فیصلے کرنے میں آزاد ہیں جو معاشی لحاظ سے مضبوط ہیں۔ چنانچہ غریب اور قرضوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ممالک آزاد خارجہ پالیسی تو بہت دور کی بات ہے' اندرون ملک پالیساں بناتے اور فیصلے کرنے کے لئے قرض خواہ ممالک کے بھی محتاج ہیں۔ لہٰذا صحیح معنوں میں آزادی حاصل کرنے کے لئے معاشی تونگری لازم ہے۔ جب تک ہم قرض کی لعنت سے نجات حاصل نہیں کرتے ہم آزاد قوم نہیں کہلا سکتے۔ قرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہمیں اپنا قبلہ درست کرنا ہوگا اور صراط مستقیم کو اختیار کرنا ہوگا۔ صراط مستقیم کون سا ہے؟ ہم سب جانتے ہیں لیکن طاغوت کی قوت سے مرعوب ہو کر اسے اختیار کرنے سے گریز کر رہے ہیں!

تُو ہے مصطفیٰ، تُو ہے مجتبیٰ ﷺ

نعیم صدیقی

تو رسولِ حق' تو قبولِ حق' ترا تذکرہ ہے فلک فلک
تو ہے مصطفیٰ' تو ہے مجتبیٰ' ترا نعت خواں ہے ملک ملک

نہ زمیں ہی میری قرار گہ' نہ فلک ہی منزلِ جذبِ دل
بڑی دیر سے ہے مرا سفر' تری یاد سے تری یاد تک

یہ طبق ترا' وہ طبق ترا' یہ افق اِدھر' وہ افق اُدھر
تری جلوہ گاہیں ہزار ہیں' کبھی یاں چمک' کبھی واں چمک

ترے سب زماں' ترا کل مکاں' ترے مہر و مہ' تری کہکشاں
تو اِدھر سے اٹھ' تو اُدھر سے آ' تو یہاں چمک' تو وہاں دمک

ابھی غار میں' ابھی بدر میں' ابھی فرش پر' ابھی عرش پر
کبھی وہ ادا' کبھی یہ ادا' کبھی وہ جھلک' کبھی یہ جھلک

مری پیاس ہے کئی قسم کی' مری پیاس ہے نئی قسم کی
کبھی بن کے ایک گھٹا برس' کبھی چاندنی کی طرح چھلک

وہ جو تو نے خُم سے مرے لئے کوئی چاندنی سی انڈیل دی
ہے کئی صدی کا یہ واقعہ' مرے جام میں ہے ابھی چمک

ادب' انکسار' غنا' حیا' غمِ حشر' صدق و صفا' دعا
جو یہ سات رنگ ہوئے بہم' تری شخصیت کی بنی دھنک

ترے غم کی جس کو ملی کسک' نہ رہا اسے کوئی اور غم
اُسے اور کچھ نہیں چاہیئے' ترے غم کی جس کو ملی کسک

عورت کی آزادی... ایک دلفریب تصور' ایک دھوکہ!

ترقی یافتہ ممالک میں سرفہرست' جاپان کی خواتین کا المیہ

شادی کے بعد' عورت کے ذمے آج کل تو دوہری ذمہ داری ہے۔ گھر اور باہر کے بے پناہ کام کے علاوہ بچوں کے سنبھالنے کی ذمہ داری بھی ہے' نتیجہ یہ ہے کہ اب یا تو لڑکیاں شادی ہی نہیں کر رہی ہیں یا پھر بچوں کے بڑے ہونے کے بعد وہ طلاق لے کر آزاد زندگی گزارنے کا رویہ اپنا رہی ہیں کہ مرد اور بچوں کے بوجھ کو سہہ کر بے حال ہو چکی ہیں... ایک تقریب میں مجھ سے ایک خاتون نے سوال کیا "ہم لوگ اکیلے اکیلے رہتے ہیں' ہم شادی نہیں کرنا چاہتیں کہ عورت ہونے کے ناطے گھر' بچوں اور نوکری کے علاوہ شوہر کے نخرے نہیں اٹھا سکتیں۔ آپ بتائیں کہ پاکستان میں اردو ادب میں ہمارے اوپر کون لکھ رہا ہے؟"

(روزنامہ جنگ ۳/ اگست کی اشاعت۔ جاپان کے سماجی حالات کے بارے میں کشور ناہید کے کالم سے اقتباس)

پاکستان کا معجزانہ قیام

پاکستان کے ۵۱ویں یوم آزادی کے حوالے سے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی خصوصی تحریر

(ماخوذ از : "استحکام پاکستان")

واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کے قیام و بقا کے ضمن میں "معجزانہ" نوعیت کے واقعات کا ظہور اس تسلسل کے ساتھ ہوا ہے کہ کوئی بالکل ہی کور باطن ہو تو اور بات ہے' ورنہ ہر صاحب دیدۂ بینا کو صاف نظر آتا ہے کہ پاکستان کا قیام ارادہ و مشیت خداوندی کے ایک خصوصی ظہور کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا وجود یقیناً تدبیر الٰہی کے کسی طویل المیعاد منصوبے کی ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔

یہ حقیقت کہ پاکستان کا قیام ایک "معجزہ" تھا پورے طور پر تو اسی وقت سمجھ میں آسکتی ہے جب برصغیر پاک و ہند میں ہندو مسلم مسئلے کے پورے تاریخی پس منظر کو سمجھا جائے اور خاص طور پر ان نئی پیچیدگیوں کا فہم و شعور اور ان نئی جہتوں کا ادراک حاصل کیا جائے جن کا اضافہ اس انتہائی اہم و نازک مسئلے میں انگریزوں کے لگ بھگ دو صد سالہ دور اقتدار میں ہوا تھا' جن کے نتیجے میں صورت حال بالکل برعکس ہو گئی تھی اور شدید اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ مستقبل میں ماضی کے حاکم' محکوم اور محکوم حاکم بن جائیں گے۔ اس لئے کہ اسی طرح یہ حقیقت پورے طور پر منکشف ہو سکتی ہے کہ پاکستان کا قیام اسی ارادۂ خداوندی کا ظہور تھا جو لگ بھگ سوا تین ہزار سال قبل مصر میں ظاہر ہوا تھا' جس کا ذکر قرآن حکیم میں سورۂ قصص کی آیت نمبر ۵ میں ان الفاظ میں ہوا ہے : ﴿وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ﴾ "اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر احسان فرمائیں جو ملک میں دبا لئے گئے تھے! ـــ" لیکن ظاہر ہے کہ یہ بحث بہت طویل ہے اور موجودہ تحریر کی تنگ دامانی اس کی متحمل نہیں ہو سکتی ـــ تاہم ان شاء اللہ العزیز ایک صاحب عقل و بصیرت انسان کے لئے برصغیر کے ۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۷ء کے حالات و واقعات کا سرسری جائزہ بھی اس حقیقت کی وضاحت کے لئے کافی ہو گا کہ پاکستان کا قیام ایک معجزہ اور مشیت ایزدی و قدرت خداوندی کے خصوصی ظہور کی حیثیت رکھتا ہے۔

۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور کے تاریخی اجلاس میں "قرارداد پاکستان" منظور ہونے کے بعد برصغیر کے میدان سیاست میں متحارب و متقابل قوتوں کے جائزے کا لب لباب یہ بنتا ہے کہ ایک جانب پوری ہندو قوم تھی جو "اکھنڈ بھارت" کو اپنے دھرم یعنی "دین و ایمان" کا مسئلہ بنائے ہوئے تھی اور اس کے نزدیک بھارت کی تقسیم "گئو ماتا" کے ٹکڑے کر دینے کے مترادف تھی اور یہ معاملہ ان کے نزدیک کس قدر جذباتی نوعیت کا تھا اس کا اندازہ گاندھی جی کے اس تاریخی جملے سے لگایا جا سکتا ہے جو تقسیم ہند کے آخری فیصلے سے کچھ ہی دن پہلے ان کی زبان سے نکلا تھا یعنی "پاکستان صرف میری لاش پر بن سکتا ہے" (مولانا ابوالکلام آزاد' انڈیا ونز فریڈم صفحہ ۱۶۷) ـــ یہاں یہ واضح رہے کہ گاندھی جی کوئی عام اور غیر اہم انسان نہیں تھے بلکہ جدید ہند کے بہت بڑے سیاسی لیڈر اور ہندوؤں کے لئے تو ایک عظیم رہنما ہی نہیں "مہاتما" تھے! اور انہیں عام طور پر جذباتی اور مشتعل مزاج انسان نہیں سمجھا جاتا!!

"اکھنڈ بھارت" کے اس قدر جذباتی اور پر جوش حامی تو اگرچہ صرف ہندو ہی تھے لیکن انہیں اس معاملے میں بھرپور تائید حاصل تھی ہندوستان کی جملہ غیر مسلم اقوام کی ـــ جیسے سکھ' پارسی اور عیسائی ـــ اور اس پر مستزاد یہ کہ خود مسلمانوں کے بعض فعال عناصر تقسیم ہند کے خلاف تھے جن میں اہم ترین معاملہ تو مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی زیر قیادت کانگریسی مسلمانوں اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کی زیر سرکردگی جمعیت علمائے ہند اور ان کے متوسلین اور معتقدین کا تھا پھر پنجاب میں مجلس احرار اسلام ایسی زوردار عوامی خطبا و مقررین پر مشتمل جماعت تھی اور سرحد میں خدائی خدمت گاروں جیسا پر جوش عوامی کارکنوں کا گروہ تھا!

ادھر ہندو خود بھی مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ صرف یہ کہ تعداد کے اعتبار سے لگ بھگ تین گنا تھے' بلکہ دولت و سرمایہ اور تجارت و صنعت پر تو تقریباً بلا شرکت غیرے قابض تھے اور تعلیم' قومی بیداری اور سیاسی تنظیم کے اعتبار سے بھی آگے تھے ـــ اور "اکھنڈ بھارت" کے پلڑے میں اضافی وزن پڑ رہا تھا دیگر غیر مسلم اقوام اور نیشنلسٹ مسلمانوں کا ـــ اور ان سب کے مقابلے میں تھی مسلمانوں کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کرنے والی صرف مسلم لیگ گویا معاملہ بالکل وہی تھا کہ ع "لڑا دے ممولے کو شہباز سے!" یا ع اُلجھ رہے ہیں زمانے سے چند دیوانے! چنانچہ اعداد و شمار' حالات و واقعات اور اجتماعیات و عمرانیات کے کسی بھی اصول اور قاعدہ کی رو سے "مطالبہ پاکستان" ایک دیوانے کے خواب اور مجذوب کی بڑ یا زیادہ سے زیادہ سودے بازی کے حربے سے بڑھ کر نظر نہ آتا تھا۔

اس پر مزید اضافہ کیجئے اس کا کہ برطانیہ میں اس وقت لیبر پارٹی کی حکومت تھی جس کی ہمدردیاں واضح طور پر کانگریس کے ساتھ تھیں اور ہندوستان کی وحدت و سالمیت برقرار رکھنے کو اس نے اپنی پالیسی کا سنگ بنیاد (Corner Stone) بنا لیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۴۶ء میں جب اس حکومت کے فرستادہ وزارتی مشن نے بنیادی منصوبہ پیش کیا تو اس کی تمہید کے طور پر واضح الفاظ میں ہندوستان کی تقسیم کو غیر معقول اور ناقابل عمل قرار دے کر رد کر دیا تھا ـــ مزید برآں اس وقت تو یہ حقائق صرف اہل نظر کی

> "اعداد و شمار' حالات و واقعات اور اجتماعیات و عمرانیات کے کسی بھی اصول اور قاعدہ کی رو سے "مطالبہ پاکستان" ایک دیوانے کے خواب اور مجذوب کی بڑ یا زیادہ سے زیادہ سودے بازی کے حربے سے بڑھ کر نظر نہ آتا تھا"

> **"ہمارے نزدیک 'قیامِ پاکستان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے گویا مسلمانانِ ہند پر یہ حجت قائم فرمائی تھی کہ تم تو ایک آزاد و خود مختار پاکستان کے مطالبے سے دستبردار ہو گئے تھے' ہم نے اپنی خصوصی مشیت و قدرت کو بروئے کار لا کر تمہیں ایک مکمل آزاد خود مختار پاکستان عطا فرما دیا"**

نگاہ اور واقف حال لوگوں کے علم میں ہوں گے لیکن اب تو یہ تمام راز طشت ازبام ہو چکے ہیں کہ شخصی اعتبار سے برطانوی وزیر اعظم ایٹلی کو مسلم لیگ اور قائداعظم سے ذاتی بغض تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن' جس کے ہاتھوں قدرت نے ہندوستان کو بالفعل تقسیم کرایا' ایک طرف خود گاندھی کا چیلا تھا تو دوسری طرف پنڈت نہرو کی دوستی صرف اس ہی سے نہیں' اس کے پورے "خاندان" سے تھی۔ جبکہ قائداعظم سے اسے ذاتی پرخاش اور نفرت تھی۔

ادھر وہ مسلم قوم جس نے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا جس انتشار ذہن و فکر اور پراگندگی عمل کا شکار اور ہمت و جرأت کے زوال سے دوچار تھی' اس کا اندازہ اس واقعے سے کیا جا سکتا ہے کہ چند ہی سال قبل مستقبل کے قائداعظم اور معمار پاکستان نے قوم سے بددل اور مایوس ہو کر وطن عزیز سے باضابطہ "ہجرت" کر لی تھی اور مستقل طور پر انگلستان میں جا ڈیرا لگایا تھا۔ اور ہندوستان کے لوگوں کے بارے میں یہ الفاظ کہے تھے کہ :

"ہندو کوتاہ اندیش ہیں اور میرے خیال میں ناقابل اصلاح! اور مسلمانوں کی صفیں ایسے کم ہمت لوگوں سے بھری پڑی ہیں جو میرے ساتھ بات کرنے کے بعد ڈپٹی کمشنر سے پوچھیں گے کہ کیا کرنا چاہئے۔ ان دو گروہوں کے مابین مجھ جیسے آدمی کی جگہ کہاں ہے؟"
(شیخ محمد اکرام : ماڈرن مسلم انڈیا)

مزید برآں خود اس جماعت اور اس کے وابستگان کا عالم کیا تھا جس نے حصول پاکستان کے لئے کمر کسی تھی' اس کا اندازہ کرنے کے لئے قائداعظم کے اس مشہور جملے کو ذہن میں تازہ کر لینا کافی ہے کہ "میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں۔ ان حالات و واقعات کے مدنظر کون کہہ سکتا ہے کہ برصغیر کی تقسیم اور پاکستان کا قیام کسی "معجزہ" سے کم تھا!!

— اور اگر کسی کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں تامل ہو اور شک و شبہ کی گنجائش نظر آئے تو اس ضمن میں آخری فیصلہ کن معاملہ "کیبنٹ مشن پلان" کا ہے جس کے بعد اس امر میں کسی شک کا شائبہ بھی باقی نہیں رہ جاتا کہ پاکستان کا قیام مشیت و قدرت خداوندی کے خصوصی ظہور کی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ اس پلان کے مصنفین نے ہندوستان کی تقسیم کو نامناسب ہی نہیں بلکہ ناممکن العمل قرار دے کر گویا بزعم خویش آزاد و خود مختار پاکستان کے مطالبہ کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی تھی اور اس کے بجائے ہندوستان کی ایک "مرکزی حکومت" کے تحت تین خطوں (Zones) پر مشتمل وفاق کا نقشہ پیش کیا تھا!

ہندوستان کے ماضی قریب کی تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ یہ قائداعظم مرحوم کی سیاسی زندگی کا نازک ترین مرحلہ اور ان کے تدبر و تحمل اور دور اندیشی و معاملہ فہمی کا سخت ترین امتحان تھا! — انہیں ایک طرف صاف نظر آ رہا تھا کہ برطانوی حکومت مختلف داخلی و خارجی عوامل کے تحت ہندوستان سے بوریا بستر لپیٹنے پر تلی ہوئی ہے اور اگر اس مرحلے پر مسلم لیگ کی جانب سے ذرا بھی ضد اور ہٹ کا مظاہرہ ہوا تو لیبر پارٹی کی "ہز میجسٹیز گورنمنٹ" ہندوستان کی حکومت یک طرفہ طور پر کانگریس کے حوالے کر دے گی اور پھر ہندوؤں کے چنگل سے رہائی پانا شاید لاکھوں نہیں کروڑوں جانوں کی قربانی سے ہی ممکن ہو سکے! دوسری طرف یہ بات بھی واضح تھی کہ اس منصوبہ کو تسلیم کرنے کے معنی یہ تھے کہ مسلم لیگ نے ہار مان لی اور کم از کم وقتی طور پر آزاد اور خود مختار پاکستان کے مطالبے سے دستبرداری اختیار کر لی اور گزشتہ چند برسوں کے دوران جو نفسیاتی اور جذباتی فضا ہندوستان کی مسلم قوم میں پیدا ہو چکی تھی' اس کے پیش نظر شدید اندیشہ تھا کہ اس کے نتیجے میں یا مسلمان مشتعل ہو کر قابو سے باہر ہو جائیں گے یا ان کے حوصلے اور ولولے ہمیشہ کے لئے سرد ہو جائیں گے یا کم از کم مسلم لیگ اور خود قائداعظم کی سیاسی موت واقع ہو جائے گی! گویا قائداعظم اور مسلم لیگ دونوں کو اس وقت ایک جانب کنواں اور دوسری جانب کھائی والی صورت حال سے سابقہ تھا۔ البتہ کیبنٹ مشن پلان میں دو باتیں "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کا مصداق بھی تھیں — ایک یہ کہ اس میں تین خطوں (Zones) کی صورت میں پاکستان کے نقشے کی دھندلی سی تصویر موجود تھی اور دوسری یہ کہ دس سال کے بعد ہر خطے کے لئے مرکزی حکومت کے ساتھ اپنے تعلق پر نظرثانی کرنے کی گنجائش موجود تھی! — اس طرح اس وقت نہیں تو دس سال بعد آزاد پاکستان کے قیام کا امکان کم از کم نظری طور پر موجود تھا۔ اگرچہ یہ بات اظہر من الشمس تھی کہ ایک بار مرکزی حکومت کے قیام کے بعد اس کا بالفعل امکان بہت کم تھا! — میرے نزدیک یہ قائداعظم کے سیاسی تدبر اور واقعیت پسندی کا شاہکار تھا کہ انہوں نے ۶/جون ۴۶ء کو کیبنٹ مشن پلان کو منظور کر لیا — اگرچہ اس پر نہ صرف یہ کہ ہندو پریس نے خوب بغلیں بجائیں' تمسخر اڑایا' کارٹون شائع کئے اور اسے "پاکستان" کے تصور کی آخری اور حتمی تدفین قرار دیا۔ بلکہ خود برطانوی حکومت نے بھی اسے مسلم لیگ کی کمزوری پر محمول کیا۔ یہی وجہ ہے کہ کیبنٹ مشن پلان کے تحت بننے والی مرکزی حکومت کی تشکیل کے ضمن میں اپنے ایک صریح وعدے کی خلاف ورزی کی اور واضح اعلان سے انحراف میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی!

اس موقع پر مشیت ایزدی اور قدرت خداوندی کا خصوصی ظہور اس حدیث نبویؐ کے مطابق جس کا حوالہ پہلے آ چکا ہے "کہ تمام انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے مابین ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں جدھر چاہے پھیر دیتا ہے!" پنڈت نہرو کے ان بیانات کی صورت میں ہوا جو انہوں نے فتح کے نشے میں بدمست ہو کر دیئے' جن کے نتیجے میں کانگریس کی جانب سے پلان کی منظوری کی بالفعل نفی ہو گئی اور ہندو ذہنیت پوری طرح بے نقاب ہی نہیں بالکل عریاں ہو کر سامنے آ گئی — اس نوع کی ایک حرکت پلان کے سامنے آتے ہی فوری طور پر خود مسٹر گاندھی سے بھی سرزد ہو گئی تھی لیکن ایک تو وہ کانگریس کے عہدیدار نہ تھے' دوسرے انہوں نے مشن کی جانب سے ان کی غلط توجیہات کی تردید کے بعد مصلحتاً زبان کو بند رکھا — جبکہ پنڈت نہرو کا معاملہ دوسرا تھا' ایک تو وہ اس وقت کانگریس کے صدر تھے' دوسرے ان کے "ہٹ کے پکے" ہونے کا وصف مشہور و معروف تھا' لہٰذا ان کے بیانات کے نتیجے میں مسلم لیگ کے لئے کیبنٹ مشن پلان کی منظوری واپس لینے کا معقول جواز پیدا ہو گیا اور اگرچہ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے پیچ در پیچ ریزولیشن کے ذریعے پنڈت نہرو کے بیانات کی تلافی کی کوشش کی لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا اور قائداعظم ایسی عقابی نگاہ رکھنے والی شخصیت اس موقع کو ہاتھ سے جانے دینے والی نہیں تھی! چنانچہ ۲۷ جولائی ۴۶ء کو مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے کیبنٹ مشن پلان کی منظوری واپس لینے کا اعلان کر دیا اور اس طرح ایک آزاد اور خود مختار پاکستان کے قیام کا مسئلہ جو نظری طور پر کم از کم دس سال کے لئے اور حقیقتاً ہمیشہ کے لئے دفن ہو گیا تھا از سر نو زندہ ہو گیا —!!

اب ذرا بتایئے کہ اس "اعجاز مسیحائی" کا سہرا بظاہر احوال اور اس عالم اسباب و علل کی حد تک سوائے پنڈت

نہرو کے اور کس کے سر باندھا جا سکتا ہے؟ — یہی وجہ ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب (انڈیا ونز فریڈم) میں اپنے پورے سیاسی کیرئر کی صرف ایک ہی غلطی تسلیم کی ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے ۴۶ء میں کانگریس کا صدر بننا قبول نہ کیا — اور اس طرح اس وقت پنڈت نہرو کی صدارت کی صورت پیدا ہوئی اور ان کی اس عہدے دارانہ حیثیت ہی کی بنا پر ان کے "فرمودات" کو وہ اہمیت حاصل ہوئی کہ کانگریس کے نقطۂ نگاہ سے مسلم لیگ کے دام میں آجانے کے بعد بچ نکلنے کی صورت پیدا ہوئی — ویسے غور کیا جائے تو پنڈت جی نے اپنی سادہ لوحی کی بنا پر یا فتح کی "مستی" میں جو کچھ کہا تھا وہ بالکل درست تھا اور واقعتاً صورت یہی تھی کہ اگر ایک بار اس پلان کے تحت انڈین یونین گورنمنٹ وجود میں آجاتی تو پھر کسی خطے (Zone) کے علیحدہ ہونے کا بالفعل کوئی امکان نہ رہتا — لیکن اس وقت اس "سچی بات" کا زبان سے نکال دینا ہی اکھنڈ بھارت کے نقطۂ نظر سے سب سے بڑی سیاسی غلطی تھی۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ان کی صاحبزادی مسز اندرا گاندھی نے اپنے پتا جی کے بارے میں کہا تھا کہ "ہمارے بابا تو صوفی تھے انہیں سیاست نہیں آتی تھی!" — اور شاید پنڈت جی کی ایسی ہی باتیں تھیں جن کی بنا پر چوہدری خلیق الزمان مرحوم نے کہا تھا کہ "پنڈت نہرو سے زیادہ سیاست تو میرا سائیس جانتا ہے!" (مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب کے صفحات ۱۴۳ تا ۱۴۵ پر پنڈت جی کی ۱۹۳۷ء کی ایک ایسی ہی کوہ ہمالہ جتنی بڑی غلطی کا ذکر کیا ہے جس کا براہ راست تعلق چوہدری صاحب کی ذات سے تھا جس کی بنا پر مولانا آزاد کے نزدیک یوپی میں مسلم لیگ کی تحریک کو عروج حاصل ہوا!!)

ہمارے نزدیک یہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی تصرف کا مظہر تھا اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے گویا مسلمانان ہند پر یہ حجت قائم فرمائی تھی کہ تم تو ایک کلیتاً آزاد و خود مختار پاکستان کے مطالبے سے دستبردار ہو گئے تھے، ہم نے اپنی خصوصی مشیت و قدرت کو بروئے کار لا کر تمہیں ایک کاملاً آزاد خود مختار پاکستان عطا فرمایا — "تاکہ دیکھیں کہ اب تم کیا کرتے ہو!" ﴿لِنَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ﴾ چنانچہ یہ روایت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے معتقدین کے حلقے میں تو اتر کے ساتھ بیان ہوتی ہے کہ مولانا نے ۴۶ء کے رمضان المبارک میں سلہٹ میں جہاں وہ عموماً ماہ رمضان گزارا کرتے تھے فرمایا تھا کہ "ملاءِ اعلیٰ میں پاکستان کے قیام کا فیصلہ ہو گیا ہے!" اور اس پر جب ان کے کسی عقیدت مند نے سوال کیا کہ "پھر ہم کیا کر رہے ہیں؟" تو مولانا نے جواب دیا کہ اس معاملے کا تعلق امور تکوینیہ سے ہے جن کی پابندی ہمارے لئے ضروری نہیں!" او کما قال' واللہ اعلم!!

ہم بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ پاکستان کشمیر کی سرحد میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے۔ (بھارتی وزیر اعظم واجپائی)

✪ اسے کہتے ہیں "چوری اور سینہ زوری"۔

☆ بے نظیر و فاق کی نہیں "نفاق" کی علامت بن چکی ہیں۔ (صوبائی وزراء کا بیان)

✪ ملک و ملت کے لئے یہ کوئی اچھا شگون نہیں ہے۔

☆ سپریم کورٹ میں نظر ثانی کی اپیل کی فیس دوگنی ہو گئی۔ (ایک خبر)

✪ گویا انصاف مزید مہنگا ہو گیا ہے۔

☆ حکومت چند روز کی مہمان ہے۔ (پیر پگارو)

✪ ساون کے اندھے کو ہر طرف ہرا ہی نظر آتا ہے

☆ ہم پر ہر دور میں غداری کے الزامات لگائے گئے۔ (ولی خان)

✪ مگر ہم اپنی پالیسی پر نظر ثانی نہیں کریں گے۔

☆ ملک مسائل کا شکار ہے لوگ ڈالر باہر بھجوا رہے ہیں۔ (قاضی حسین احمد)

✪ حالانکہ یہ ڈالر ہمیں دیئے جانے چاہئیں تھے۔

☆ پولیس میں بہت کرپشن ہے' تھانے ظلم کا مرکز ہیں۔ (شہباز شریف)

✪ لیکن اس کے باوجود کرپشن اور ظلم کے ان مراکز کی سرپرستی جاری رہے گی۔

☆ بے نظیر' زرداری کی قربانی دے کر دوبارہ اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ (بیر بنیامین رضوی)

✪ پھر بھی یہ سودا مہنگا تو نہیں ہے!

☆ ہماری بات عوام تک پہنچ گئی تو حکمرانوں کی مہلت ختم ہو جائے گی۔ (جماعت اسلامی)

✪ اور اگر ماضی کی طرح نہ پہنچ سکی تو جماعت اسلامی کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا!

☆ ڈپٹی کمشنر بہاولنگر کا گھر ۶۷/کنال اور ایس ایس پی کی کوٹھی ۳۲/کنال کی ہے۔ (ایک خبر)

✪ پاکستان کے اصل مالکان جو ہوئے۔

☆ طالبان نے شمالی اتحاد کے گڑھ مزار شریف پر قبضہ کر لیا۔ (ایک خبر)

✪ اس یقینی فتح کو تائید الٰہی کا مظہر ہی قرار دیا جانا چاہئے۔

☆ سیاستدانوں کی بیان بازی پڑھ کر شرم آتی ہے۔ (جسٹس محبوب احمد خان)

✪ شرم "اُن" کو مگر نہیں آتی۔

☆ ہم سے بڑا بد معاش کوئی نہیں (ولی خان)

✪ یہ تو "اپنے منہ میاں مٹھو" والی بات ہوئی ناں!

☆ قومی حکومت کی بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟ (اسلم بیگ)

✪ نواب زادہ اور قبلہ قادری صاحب! آخر کس مرض کی دوا ہیں!

انتقال پر ملال

رفیق تنظیم جناب حسن اختر ملک کی نانی جان کلر سیداں میں تقدیر الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ رفقاء و احباب سے دعائے مغفرت کے لئے درخواست ہے۔

تنظیم اسلامی ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق جناب محمد صادق بھٹی کے ایک عزیز جنہوں نے علاقہ ہذا میں مسجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے' کی والدہ محترمہ کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا ہے۔ قارئین سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا وحاسبھا حسابا یسیرا (آمین)

بیت المال میں حکمرانوں کا حصہ —— سیرت رسولؐ اور دورِ خلافت راشدہ کی روشنی میں

—— حافظ افروغ حسن ——

اُمت مسلمہ کے اجتماعی اور مشترکہ سرمائے کے لئے 'اسلامی لٹریچر میں بیت المال کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو مسلمانوں کی اخلاقی و روحانی قوت کا سرچشمہ بھی ہے اور ان کی مادی و عسکری حشمت کا خزینہ بھی۔ بشرطیکہ اس کے ان آداب کو پوری طرح ملحوظ رکھا جائے جو اسلامی تعلیمات نے اس سلسلے میں مقرر کئے ہیں جن کی ایک جھلک خلیفہ راشد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں :

"میں اس مال کے سلسلے میں تین باتوں کے سوا کسی چیز کو صحیح نہیں جانتا (۱) حق کے ساتھ لیا جائے (۲) حق کے ساتھ دیا جائے (۳) اور باطل سے اس کو روکا جائے۔ میرا تعلق اس مال کے ساتھ وہی ہے جو یتیم کے مال کے ساتھ ولی کا ہوتا ہے۔ اگر میں محتاج نہیں ہوں تو بطور خلیفہ اس میں سے کچھ نہ لوں گا۔ اگر محتاج ہوں تو معروف طریقے پر کھاؤں گا"۔

دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ اسلام سے پہلے عوام کے ٹیکسوں سے جمع شدہ سرمایہ 'جسے سرکاری خزانہ کہا جاتا تھا' عام طور پر ارباب تخت و تاج کی ملکیت تصور کیا جاتا تھا۔ انہیں اس کے تصرف پر کلی اختیار ہوتا تھا۔ وہ من مانے طریقے سے بے دریغ خرچ کرتے' وہ کسی کے سامنے جواب دہ نہ ہوتے' اس کی وجہ سے ظلم و ستم اور جبر و استحصال کی ایسی صورتیں پیدا ہو جاتیں' جو ان عوام کے لئے' جو اسے اپنے گاڑھے خون کی کمائی سے بھرتے تھے' ناقابل برداشت ہو جاتیں۔

نوعِ انسانی پر رحمتہ العالمین ﷺ کا یہ عظیم احسان ہے کہ آپ نے سرکاری خزانے کو بیت المال قرار دیا۔ اس کے لئے منصفانہ ذرائع آمدن مقرر کئے۔ آپ نے اس سلسلے میں سب سے اہم انقلابی قدم یہ اٹھایا کہ اسے اس کائنات کے حقیقی فرمانروا اور عوام کی ملکیت قرار دیا۔ سربراہ حکومت کی حیثیت صرف امین کی قرار دی اور اسے اس کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

آج دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں سرکاری مالی معاملات کے متعلق آمد و خرچ کے جو ضابطے مقرر ہیں اور انہیں بے قاعدگیوں سے بچانے کے لئے آڈٹ اور احتساب کے جو نظام رائج ہیں' اگر بغور دیکھا جائے' تو یہ سب کچھ سرکار دو عالم ﷺ کی اصلاحی اور انقلابی تعلیمات ہی کا ہلکا سا فیضان ہے۔

اگلے صفحات میں چند مثالوں سے ہم واضح کریں گے کہ رسالت مآب ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین نے مسلمانوں کے مشترکہ سرمایہ کی کس طرح حفاظت کی' اپنے اور اپنے عزیز ترین اقربا کے مفاد کے مقابلے میں عام مستحقین کا مفاد کس طرح مقدم رکھا اور اس سلسلے میں ایثار و قربانی' امانت دیانت اور بے لوثی و سیر چشمی کی ایسی روشن مثالیں قائم کیں جو رہتی دنیا تک عالم انسانیت کے لئے مینارہ نور کا کام دیتی رہیں گی۔

رسول اللہ ﷺ کو اپنی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے جو والہانہ محبت تھی اس کی ایک ہلکی سی جھلک حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جس میں وہ بتاتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کسی سفر میں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو خاندان بھر میں سب سے پہلے انہی سے ملاقات کرتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ ان دو برگزیدہ ہستیوں یعنی باپ بیٹی میں باہمی محبت و الفت کا کیسا رشتہ تھا' اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے اباجان کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ازراہ محبت کھڑے ہو جاتے اور پیار و شفقت سے اپنی لاڈلی بیٹی کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ سے ہٹ جاتے اور انہیں اپنی نشست گاہ پر بٹھاتے اور جب آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی احتراماً کھڑی ہو جاتیں' محبت سے آپ کا سر مبارک چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتیں۔

باپ بیٹی کا یہ لگاؤ فطری تھا۔ ان کی باہمی محبت و الفت انسانی رشتوں اور رابطوں کی دنیا کے لئے ایک روشن مثال تھی۔ باپ اللہ کا رسولؐ تھا اور اسلامی ریاست کا سربراہ بھی۔ فتوحات کا دور شروع ہو چکا تھا۔ مسجد میں مال غنیمت کے ڈھیر بھی لگ جاتے اور یہ ڈھیر مستحقین میں پوری فیاضی اور کشادہ دلی سے تقسیم بھی ہوتے۔ لیکن مسلمانوں کے اس مشترکہ مال میں سربراہ مملکت کی چہیتی نورِ نظر کے لئے کتنا حصہ تھا' اس کی تفصیل اس واقعے سے پوری طرح سامنے آجاتی ہے :

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مال غنیمت میں کچھ غلام اور باندیاں آئیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا :

"فاطمہ! چکی پیستے پیستے تمہارے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں اور چولہا پھونکتے پھونکتے تمہارے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ آج حضور ﷺ کے پاس مال غنیمت میں بہت سی لونڈیاں آئی ہیں۔ جاؤ اپنے اباجان سے ایک لونڈی مانگ لاؤ"۔

سیدہ اپنے اباجانؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہاں لوگوں کا مجمع تھا' اس لئے اپنی مخصوص شرم و حیا کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکیں۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر لوٹ آئیں۔ دوسرے دن اللہ کے رسول ﷺ خود اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اور سیدہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے فاطمہ! کل تم کس غرض سے میرے پاس گئی تھیں۔ سیدہ اب بھی شرم کے مارے اپنا مدعا بیان نہ کر سکیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : "یا رسول اللہ! فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حالت ہے کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں' مشک بھرنے سے سینے پر رسی کے نشان پڑ گئے ہیں' ہر وقت گھر کے کاموں میں مصروف رہنے سے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں۔ کل میں نے ان سے کہا تھا کہ آج کل تمہارے اباجان کے پاس مال غنیمت میں لونڈیاں آئی ہوئی ہیں تم جا کر اپنی تکلیف بیان کرو اور ایک لونڈی مانگ لاؤ تاکہ تمہاری تکلیف کچھ ہلکی ہو جائے۔ یہی درخواست لے کر یہ کل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر ہادی عالم ﷺ نے اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے جو تاریخی جملہ ارشاد فرمایا وہ اسلامی ریاست کے حاکموں' عاملوں اور فرمانرواؤں کے لئے قیامت تک کے لئے ایک رہنما اصول کی حیثیت اختیار کر گیا جسے اپنا کر معاشرے میں قانونی' معاشی اور معاشرتی عدل و انصاف کی زریں مثالیں قائم کی جا سکتی ہیں۔ آپ نے فرمایا :

"بیٹی! بدر کے شہیدوں کے یتیم تم سے پہلے مدد کے حقدار ہیں"۔

ایک دوسری روایت کے مطابق محسن انسانیت ﷺ نے اس موقع پر درج ذیل کلمات ارشاد فرمائے :

"میں تمہیں کوئی لونڈی خدمت کے لئے نہیں دے سکتا۔ ابھی اصحاب "صفہ" کے لئے مجھے خورد و نوش کا مناسب انتظام کرنا ہے۔ میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں جنہوں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر فقر و فاقہ اختیار کیا ہے"۔

(جاری ہے)

مزار شریف کی فتح کے بعد اقوامِ عالم کو بلا تاخیر افغانستان کی طالبان حکومت کو تسلیم کر لینا چاہئے ڈاکٹر اسرار احمد

11/ اگست = امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مزار شریف جیسے اہم علاقہ کی فتح کا خیر مقدم کرتے ہوئے اقوام عالم سے اپیل کی ہے کہ وہ افغانستان میں طالبان کی نمائندہ حکومت کو فوری طور پر تسلیم کریں۔ انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی طور پر مسلمہ اصولوں کے مطابق افغانستان کی طالبان حکومت کو تسلیم کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے اس سلسلے میں ایران کی تشویش کو بلا جواز قرار دیتے ہوئے توقع ظاہر کی کہ افغانستان کی اسلامی حکومت اسلام کے بنیادی اصولوں پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے رواداری کا مظاہرہ کرے گی اور تمام مکاتب فکر سے مبنی برانصاف طرز عمل کا مظاہرہ کرے گی۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے سابقہ موقف کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ پاک افغان کنفیڈریشن قائم کر کے پاکستان کے دفاع کو مضبوط بنایا جائے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ پاکستان بھی بہت جلد اسلامی انقلاب کے ذریعے ایک اسلامی فلاحی مملکت بن جائے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ عنقریب پاکستان اور افغانستان کی اسلامی حکومتیں عالمی اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوں گی۔

☆ ☆ ☆

استحصالی نظام کے خاتمہ کے بغیر کوئی بڑے سے بڑا ماہر معیشت بھی ملک کو موجودہ مالیاتی بحران کے بھنور سے نہیں نکال سکتا ' حافظ عاکف سعید

7/ اگست = ملک کا موجودہ معاشی بحران سودی نظام کا شاخسانہ اور اسلامی نظام نافذ نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ تنظیم اسلامی کے ناظم و نشر و اشاعت حافظ عاکف سعید نے مسجد قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں ان خیالات کا اظہار خطاب جمعہ میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک سود پر مبنی استحصالی نظام کا خاتمہ نہیں کیا جاتا اس وقت تک کوئی بڑے سے بڑے ماہر معیشت بھی ملک کو موجودہ مالیاتی بحران کے بھنور سے نہیں نکال سکتا۔ گزشتہ پچاس سے ہم اللہ کے ساتھ بدعہدی اور دین کے ساتھ غداری کے مرتکب ہوتے چلے آئے ہیں اور آج بھی ہمارا حکمران طبقہ نفاذ اسلام کی "طفل تسلیاں" دے رہا ہے جبکہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں اسلامی نظام کے لئے ابھی تک ٹھوس قدم نہیں اٹھایا جا رہا۔ انہوں نے کہا کہ انگریزوں اور ہندوؤں کی مشترکہ سازشوں کے باوجود پاکستان کا قیام تائید خداوندی کا خصوصی مظہر ہے۔ چنانچہ اب ملک کا استحکام بھی اللہ کی تائید و نصرت ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی پابندیوں اور بھارت کی ممکنہ جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف قیام پاکستان کے حقیقی مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ٹھوس قدم اٹھالیں۔ حکومت اگر ملک کو اسلام کا گہوارہ بنا دے تو پاکستان ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی خطرات سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔

☆ ☆ ☆

اسلامی ریاست کے بارے میں عاصمہ جہانگیر کے نظریات کم فہمی اور سیکولر سوچ کا مظہر ہیں

6/ اگست = عاصمہ جہانگیر کے بیان "ڈاکٹر اسرار احمد اپنے تصورات کے ذریعے پاکستان کو جہالت میں بھیجنا چاہتے ہیں" پر تبصرہ کرتے ہوئے تنظیم اسلامی کے ترجمان نے کہا ہے کہ اسلام اور اسلامی ریاست کے بارے میں عاصمہ جہانگیر کے نظریات کم فہمی پر مبنی اور سیکولر سوچ کا مظہر ہیں۔ ترجمان نے کہا کہ اسلامی ریاست چونکہ ایک نظریاتی ریاست ہوتی ہے لہٰذا ایسی ریاست کی پارلیمنٹ کا رکن کسی ایسے شخص کو کیونکر بنایا جا سکتا ہے جو ریاست کے بنیادی نظریئے ہی کو تسلیم نہ کرتا ہو۔ تنظیم کے ترجمان نے کہا کہ پاکستان کا قیام وطنی قومیت کے رائج الوقت اور مقبول عام تصور کی نفی اور دو قومی نظریئے کی بنیاد پر عمل میں آیا تھا لہٰذا ایسی اسلامی نظریاتی ریاست کی پارلیمنٹ اور ریاست کے پالیسی ساز اداروں کے اعلیٰ مناصب پر غیر مسلموں کا تقرر نہیں ہو سکتا' تاہم اسلامی ریاست غیر مسلموں کو مذہبی آزادی سمیت ہر قسم کے قانونی تحفظ اور معاشی کفالت کی مکمل ضمانت فراہم کرے گی۔ ترجمان نے کہا کہ اسلام میں نہ تو مخلوط معاشرت ہی کا کوئی تصور موجود ہے اور نہ ہی عورت سربراہ مملکت بن سکتی ہے۔ سیکولر نظریات کے حامل مغرب زدہ طبقہ کو قرآن و سنت کی اتنی واضح تعلیمات بھی اگر قابل قبول نہیں ہیں تو پھر انہیں اسلام اور پاکستان کا نام بدنام کرنے سے باز رہنا چاہئے۔

فوجیوں کا قتل امن و امان کی صورتحال کو بگاڑنے کی سازش ہے' جناب نعیم الدین

کراچی (پ ر) ۲۸/ جولائی - امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ و بلوچستان محمد نعیم الدین نے دو فوجیوں کے قتل پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے کراچی کے امن و امان کی ابتر صورتحال کو مزید بگاڑنے کی سازش قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس صورتحال میں جبکہ حکومت نے امن و امان کے قیام کے لئے دہشت گردوں کے خلاف آپریشن شروع کر رکھا ہے' یہ واقعہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی ہے۔ کچھ حلقوں کی جانب سے پہلے ہی اس آپریشن کی غیر جانبداری پر شک کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اگر قانون نافذ کرنے والے ادارے اس سازش کی زد میں آ گئے تو اس سے حالات کے مزید دگرگوں ہونے کا اندیشہ ہے۔

انتقال پر ملال

کراچی ضلع شرقی نمبر ایک کے ناظم [illegible] ارشاد صاحب کے برادر نسبتی کا راولپنڈی میں انتقال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

انسانی حقوق کا موجودہ تصور اسلام ہی کا عطا کردہ ہے

ملک کو درپیش بدترین صورتحال کا اصل سبب نظام خلافت کو نافذ العمل نہ کرنا ہے

پارلیمنٹ کی صد فی صد اکثریت بھی قرآن و سنت کے احکامات میں ترمیم و تبدیلی کا اختیار نہیں رکھتی

اسلام نہ تو محض "ڈیمو کریسی" ہے اور نہ ہی اسے "تھیو کریسی" کا نام دیا جا سکتا ہے

"عہد حاضر میں نظام خلافت کا دستوری خاکہ"

کے موضوع پر ۲/۱ اگست کو الحمرا ہال میں تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار میں داعیٔ تحریک خلافت کا خطاب

جلسہ نما کانفرنس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی معروف اور نامور شخصیات کو بطور مستفسر مدعو کیا گیا

سٹیج سیکرٹری کے فرائض تحریک خلافت کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق نے ادا کئے

مرتب : نعیم اختر عدنان

تحریک خلافت پاکستان کے اغراض و مقاصد میں سے اہم ترین مقصد عوام الناس کو نظام خلافت کے خدو خال اور اس کی برکات سے آگاہ کرنا ہے۔ چنانچہ تحریک خلافت اپنے ہمہ پہلو داعی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی قیادت و سیادت میں اس خوشگوار اور اہم ترین فریضہ کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی سعی و جہد میں مصروف کار ہے۔ داعیٔ تحریک کی گزشتہ کئی روز کی علالت کے باعث الحمراء ہال لاہور میں منعقد کیا جانے والا یہ پروگرام ایک بار منسوخ بھی کرنا پڑا۔ داعیٔ تحریک کا اپنے مقصد اور ہدف سے والہانہ ہی نہیں دیوانگی کی حد تک تعلق کا یہ مظہر ہے کہ اگرچہ وہ ابھی پوری طرح "تن درست" بھی نہیں ہو سکے تھے مگر پھر بھی "رکتی ہے میری طبع تو ہوتی ہے رواں اور" کے مصداق تحریک خلافت کے اس داعی اور اسلاف کے قلب و جگر کے "خوشۂ چین" نے "عہد حاضر میں نظام خلافت کا دستوری و قانونی خاکہ" کے عنوان سے منعقدہ جلسہ میں زندہ دلان لاہور کو الحمراء ہال لاہور میں جمع کر لیا۔ اس جلسہ نما کانفرنس کی خاص بات یہ تھی کہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی ملک کی نامور اور معروف شخصیات کو بھی بطور خاص مدعو کیا گیا تھا تاکہ وہ داعیٔ تحریک کے بیان کردہ نکات پر تبصرہ و استفہام کے ذریعے "نقد و جرح" کا فریضہ بھی ادا کر سکیں۔ مدعو شخصیات میں جناب قیوم نظامی بھی شامل تھے جو ماضی میں پیپلز پارٹی کے اہم رہنما رہے ہیں۔ قانون کے شعبہ سے جناب محمد اسماعیل قریشی بھی شریک محفل تھے، موصوف تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے حوالے سے بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں۔ جناب کے ایم اعظم، اقوام متحدہ کے سابق مشیر اقتصادیات بھی شریک اجلاس تھے۔ شستہ اور ادبی گفتگو کے ماہر فن جناب صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی بھی اس محفل میں رونق افروز تھے۔ تحریک خلافت سے وابستہ جناب معین الدین شاہ بھی شریک محفل تھے جو اگرچہ پیشے کے اعتبار سے وکیل ہیں مگر ان کی گفتگو میں گھن گرج کا

مستفسرین حضرات سٹیج کے بائیں جانب رونق افروز ہیں۔ (دائیں سے بائیں) صاحبزادہ خورشید گیلانی، شاہ معین الدین، جناب قیوم نظامی، جناب اسماعیل قریشی، جناب کے ایم اعظم اور ڈاکٹر سجاد نصیر

انداز سامعین کو "جگر تھام کر" بیٹھنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ مزید برآں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ سیاسیات کے صدر نشین ڈاکٹر سجاد نصیر بھی "مستفسرین کے پینل" میں شامل تھے۔

تحریک خلافت پاکستان کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق نے تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے نائب امیر پروفیسر فیاض حکیم کی معاونت سے اس اجتماع کے جملہ انتظامات کئے۔ ان انتظامات کے ضمن میں لاہور وسطی کے امیر جناب عمران چشتی صاحب کی کاوشیں پوری طرح شامل حال رہیں۔

مہمان مقررین و مستفسرین کے انتظار میں کسی قدر تاخیر سے سیمینار کا آغاز ہوا۔ حسب روایت جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز قرآن مجید فرقان حمید کی آیات بینات کی تلاوت سے ہوا۔ جس کے بعد تحریک خلافت کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق نے جو سٹیج سیکرٹری کے فرائض بھی انجام دے رہے تھے، تحریک خلافت کے اغراض و مقاصد کو شرکاء جلسہ کے سامنے اختصار مگر جامعیت سے واضح کیا اور دین کے غلبہ کی تڑپ اور آرزو رکھنے والوں کو تحریک خلافت کے قافلہ میں شمولیت کی ترغیب بھی دلائی۔

تحریک خلافت کے مختصر تعارف کے بعد داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد کو دعوت خطاب دی گئی۔ داعی تحریک نے خطبہ مسنونہ، قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے خطاب کے آغاز میں ملک کو درپیش صورتحال کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "اس وقت ہمارا ملک اقتصادی لحاظ سے مالیاتی افراتفری اور شدید بحران کا شکار ہے اور سیاسی لحاظ سے بھی افراتفری کا سماں ہے گویا ملک کو داخلی طور پر ہمہ قسم کے خلفشار کا سامنا ہے جبکہ بیرونی حوالے سے بھارت نے آزاد کشمیر کی لائن آف کنٹرول پر عملاً غیر اعلانیہ جنگ کا آغاز کر دیا ہے، چنانچہ آج کا موضوع بعض احباب کو بیان کردہ حالات حاضرہ کے پس منظر میں کچھ عجیب سا لگے گا لیکن جیسا کہ احباب جانتے ہیں کہ ہماری تشخیص تو یہ ہے کہ ملک کو درپیش بدترین صورتحال کا اصل سبب نظام خلافت سے انحراف اور اس کے نفاذ و قیام سے گریز ہے۔ داعی تحریک نے موضوع کے مباحث کو کئی ذیلی عنوانات کے ذریعے واضح کرتے ہوئے کہا کہ برعظیم میں سب سے پہلے مولانا ابوالکلام آزاد اور خیری برادران نے "حکومت الہیہ" کا نعرہ لگایا تھا، مولانا آزاد کی حزب اللہ کا قیام اس سلسلے کی ایک کڑی تھا مگر ان حضرات کے سامنے تحریک کا نقشہ کار پورے طور پر واضح نہیں تھا۔ علامہ اقبال کو بھی اس تحریکی قافلہ کے اہم فرد کی حیثیت حاصل تھی چنانچہ انہوں نے اپنے اشعار میں وضاحت و صراحت کے ساتھ اللہ کی حاکمیت اور انسان کے لئے نیابت و خلافت کو بہانگ دہل بیان کیا۔ داعی تحریک نے

فرمایا کہ مولانا مودودی مرحوم کو دور حاضر کے سب سے بڑے مسلم پولیٹکل سائنٹسٹ کی حیثیت حاصل ہے جنہوں نے واضح طور پر کہا کہ اسلام نہ تو محض "ڈیمو کریسی" ہے اور نہ ہی اسے تھیوکریسی کا نام دیا جا سکتا ہے، عہد حاضر میں قرآن و سنت کی حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے قانون سازی کا اختیار مذہبی طبقہ کی بجائے مسلم عوام کی نمائندہ قانون ساز اسمبلی کے پاس ہی ہونا چاہئے۔

داعی تحریک نے اسلامی ریاست کی پارلیمنٹ کے دائرہ کار کے بارے میں کہا کہ پارلیمنٹ کی صد فی صد اکثریت کو بھی قرآن و سنت کے احکامات میں کسی ترمیم و تبدیلی کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ مباح امور میں ارکان پارلیمنٹ کثرت رائے سے قانون سازی کرنے میں آزاد ہوں گے۔ قرآن و سنت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے جمہوریت کی اعلیٰ ترین اقدار کو بھی پیش نظر رکھنا ہو گا۔

داعی تحریک نے کہا کہ اسلام میں مذہبی طبقے کی حکومت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ تاہم جمہوریت کا مروجہ تصور جو عوام کی حاکمیت پر مشتمل ہے صریحاً کفر اور شرک ہے۔ خلافت، حاکمیت خداوندی کے تصور کا منطقی نتیجہ ہے۔ چنانچہ عوامی حاکمیت کی بجائے اب عوامی خلافت ہی کا حق انسانوں کو حاصل ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا جب تک نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری تھا، تب تک وقت کا نبی ہی اللہ کا خلیفہ ہوتا مگر ختم نبوت کے بعد اب شخصی خلافت کی بجائے اجتماعی خلافت کا دور ہے اور مسلمانوں کے کثرت رائے سے منتخب کردہ امیر کو خلیفہ کا مقام حاصل ہو گا۔

نظام خلافت کے دستوری و قانونی خاکہ کی وضاحت کرتے ہوئے داعی تحریک نے کہا کہ عہد حاضر میں انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ کو ریاست کے تین بنیادی ستونوں کی حیثیت حاصل ہے۔ ان حالات میں جدید اسلامی ریاست کے قیام کے لئے بنیادی رہنما اصول تو یقینی طور پر دور خلافت راشدہ سے لئے جائیں گے جبکہ مغرب نے طویل سماجی ارتقاء کے بعد جو ادارے تشکیل دیئے ہیں، انہیں بھی پیش نظر رکھنا ہو گا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ خلافت راشدہ کا نظام وحدانی اور صدارتی طرز کا تھا، تاہم دور حاضر میں امریکہ کا صدارتی نظام خلافت کے نظام کے تقاضوں سے قریب تر ہے۔ انہوں نے دور حاضر کے نظام خلافت کا دستوری خاکہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ

۱) ریاست میں حاکمیت خداوندی کو تسلیم کیا جائے۔

۲) قرآن و سنت کے احکامات کے خلاف ہر قسم کی قانون سازی ممنوع ہو۔

۳) مخلوط قومیت کے مقبول عام تصور کی بجائے اسلامی ریاست کا مکمل شہری صرف مسلمان ہو البتہ غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں پارلیمنٹ کی رکنیت اور اعلیٰ پالیسی ساز اداروں کے کلیدی عہدے کے علاوہ جملہ حقوق حاصل ہوں گے۔

داعی تحریک نے واضح کیا کہ موجودہ جمہوری نظام ملوکیت ہی کا چربہ ہے اور فراڈ کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ انسانی حقوق کا تصور اسلام ہی کا عطا کردہ ہے جو دور نبوی اور خلافت راشدہ میں اپنی اصل شکل میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ مگر امت مسلمہ انسانیت کو بیدار کر کے

سو گئی۔

قرآن و سنت کی بالادستی کے بعد فقہی مسالک کے کردار کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مختلف مکاتب فقہ اور ان کے مسالک کو "نظائر" کی حیثیت حاصل ہو گی جبکہ قرآن و سنت ملک کا اعلیٰ ترین قانون ہو گا۔ ڈاکٹر صاحب نے واضح کیا کہ جدید اسلامی ریاست میں سیاسی پارٹیوں کو کام کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہو گی البتہ ملک کے دستور کی طرح سیاسی جماعتوں کے منشور میں قرآن و سنت کے احکامات کے منافی باتیں شامل نہیں کی جا سکتیں۔

داعی تحریک نے کہا کہ قرارداد مقاصد کے ذریعے اگرچہ دستوری لحاظ سے نظری طور پر پاکستان میں نظام خلافت قائم ہے مگر قرارداد مقاصد سے متصادم آئینی دفعات کو برقرار رکھنے کے باعث قرآن و سنت کی بالادستی عملاً قائم نہیں ہو رہی۔ لہٰذا قرآن و سنت کو ریاست کا سپریم لاء قرار دے کر وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار پر عائد تمام پابندیاں ختم کر دی جائیں۔ شرعی عدالت میں علماء ججوں کا اضافہ کیا جائے اور شرعی عدالت کے جج حضرات کی شرائط ملازمت ملک کی اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کے مساوی قرار دی جائیں۔ معاشی حوالے سے سودی نظام کا مکمل خاتمہ کیا جائے۔ اگر متذکرہ بالا اقدامات کر لئے جائیں تو ملک میں آئینی طریقے سے "سافٹ انقلاب" برپا ہو سکتا ہے مگر مفاد پرست اور مراعات یافتہ طبقات نے اس انقلاب کا راستہ روک رکھا ہے چنانچہ اب تبدیلی کے لئے "ہارڈ انقلاب" کا راستہ ہی باقی رہ جاتا ہے مگر اس کے لئے انتخابی سیاست اور ہنگامہ آرائی کی سیاست کا راستہ اپنانے کی بجائے انقلابی جدوجہد کا طریقہ کار اپناتے ہوئے پرامن اور منظم احتجاجی تحریک برپا کر کے ہی خلافت کا نظام رائج کیا جا سکتا ہے۔

داعی تحریک نے نظام خلافت کے دستوری خاکے پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد اپنے خطاب کے آخر میں فرمایا کہ بحیثیت مسلمان نظام خلافت کا قیام و احیاء ہمارا دینی فریضہ بھی ہے اور عصر حاضر کا تقاضا بھی۔ عدل و انصاف کی دلدادہ مظلوم انسانیت اسلام کے عطا کردہ عادلانہ نظام کی متلاشی ہے، چنانچہ ہم پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنا کر، اسلام کے عالمی غلبہ کی راہ ہموار کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اقبال کے خوابوں کی یہ سرزمین لازماً اسلام کا گہوارہ بنے گی مگر اس کے لئے ہم سب کو اپنے حصے کا کام کرنا ہو گا۔ انفرادی اصلاح اور اپنے دائرہ اختیار میں اسلام کے احکامات پر کاربند رہتے ہوئے اسلام کے غلبہ کی جدوجہد کرنے ہی سے یہ منزل سر ہو سکتی ہے۔

داعی تحریک خلافت کے خصوصی خطاب کے بعد جناب قیوم نظامی کو تبصرہ کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے محترم ڈاکٹر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ قحط الرجال کے اس دور میں ایسے علماء بہت کم ہیں جو قرآن سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو اپنے نقطہ نظر کو بلا خوف و خطر بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ میں آج کے خطاب پر علمی انداز میں بحث نہیں کر سکتا تاہم میں ایک بات کہنا چاہوں گا اور وہ یہ کہ ہمیں عوام کا خیال بھی رکھنا ہو گا۔ اسلامی ریاست کا خاکہ یا ماڈل بناتے وقت ہوشربا مہنگائی، بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور روٹی کے لئے ترستے ہوئے عوام کے مسائل کا حل بھی پیش کرنا ہو گا۔ نظام خلافت کے دستور میں ہمیں ان لوگوں کا علاج بھی تجویز کرنا ہو گا جو ملکی خزانہ لوٹ کر کھا رہے ہیں؟ فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ہو؟ اس کا حل بھی تجویز کرنا ہو گا۔ جناب قیوم نظامی نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ جب عدلیہ کو دستور کی "کسٹوڈین" کی حیثیت سے انتظامیہ یعنی حکومت پر بالادستی حاصل ہو گی تو کیا قرآن و سنت کی تعلیمات سے انحراف پر عدلیہ خلیفہ کو معزول کر سکے گی؟ صوبائی خود مختاری کی کیا صورت ہو گی؟ یہ تھا تبصرہ اور "تبصرہ نما" استفسارات جو محترم قیوم نظامی نے اپنے خطاب میں پیش کئے۔

ارباب حل و عقد اور ارباب دانش کے قبیلے کے دوسرے فرد جناب صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی نے کہا کہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے دستور خلافت کا جو خاکہ پیش کیا ہے، اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں البتہ ایک سوال بڑا اہم ہے وہ یہ کہ یہ مبارک نظام کبھی نافذ العمل بھی ہو گا یا یونہی بحث و تمحیص کا تختہ مشق ہی بنا رہے گا؟ صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ خلافت کا بابرکت نظام اگر تنظیم اسلامی کے ہاتھوں برپا ہو جاتا ہے تو میں بطور اسلامی تحریک کے ایک کارکن اس کا خیر مقدم کروں گا، اسی طرح فوج کے ذریعے ہو جائے تو پھر بھی اس کا خیر مقدم ہی کروں گا، اسے پارلیمنٹ کے ارکان ہی نافذ العمل کر دیں تو بھی میں اسے خوش آمدید ہی کہوں گا۔ جناب خورشید گیلانی نے کہا کہ اب وقت آ چکا ہے کہ نظری مباحث اور انتشار فکری کی راہ کو چھوڑ کر عملی میدان میں ہم آہنگی پیدا کی جائے اور نظام خلافت کو برپا کرنے کے لئے کی جانے والی کوششوں کو مربوط کیا جائے۔

معروف قانون دان جناب محمد اسماعیل قریشی نے کہا کہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے بڑے عالمانہ انداز میں زیر بحث موضوع پر گفتگو کی ہے۔ موصوف نے قیام پاکستان کے مقصد کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلام کے قیام کے لئے قائم ہوا تھا مگر ہم نے اسلام کو ملک کی سیاست اور معیشت سے خارج کر رکھا ہے۔

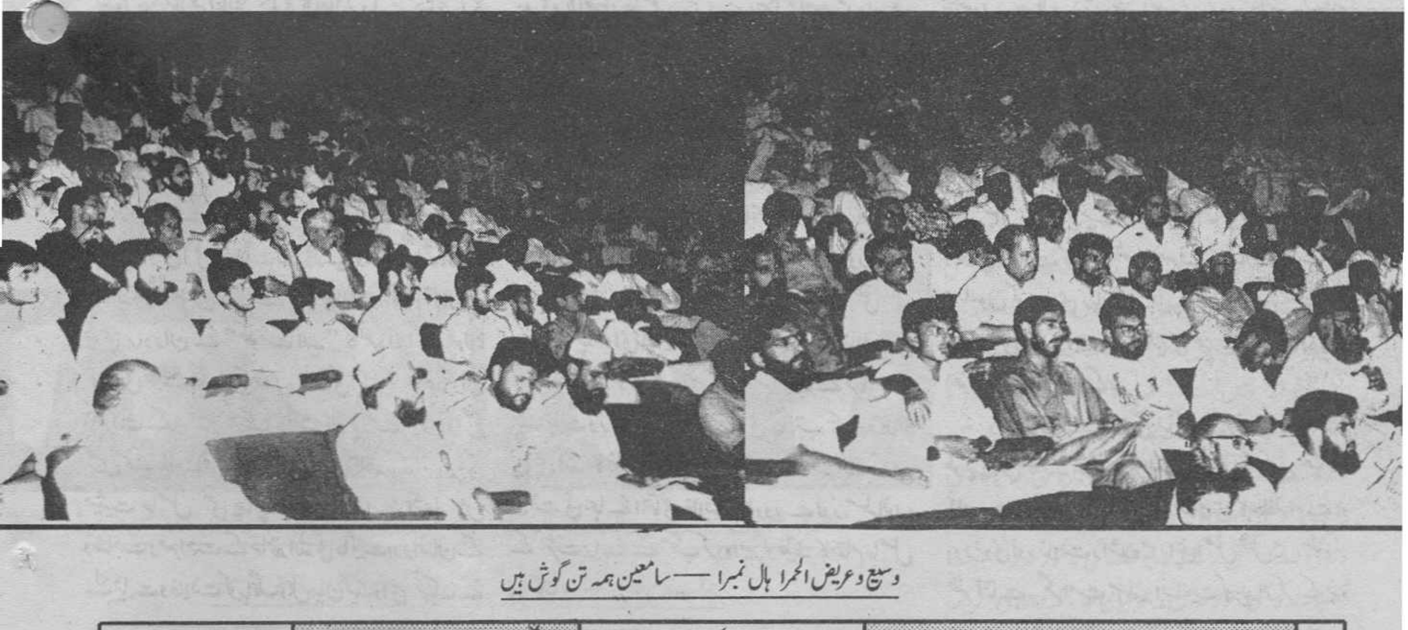

وسیع و عریض الحمرا ہال نمبرا ——— سامعین ہمہ تن گوش ہیں

دین و دنیا کی تفریق سیکولر نظریہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ بانی پاکستان قائداعظم کے فرمان کی روشنی میں ہمارا فرض ہے کہ ہم یہاں پر نظام خلافت قائم کریں۔ جناب اسماعیل قریشی نے اس موقع پر بانی پاکستان کا ایک نہایت اہم فرمان سامعین کو پڑھ کر سنایا جس کے بارے میں انہوں نے انکشاف کیا کہ یہ قائداعظم کی زندگی کی آخری ایام کا فرمان ہے جس میں بانی پاکستان نے نظام خلافت کو پاکستان کی منزل قرار دیا تھا۔

جناب معین الدین شاہ نے خود کو رجائیت پسند مسلمان قرار دیتے ہوئے کہا کہ مسلمان دنیا کی بہترین امت ہے، ہمیں دنیا کی خلافت مل چکی ہے، اس ملک میں قیام خلافت کی جدوجہد لازماً کامیاب ہو گی۔ انہوں نے اسلامی خلافت کے دستوری فکر کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اسلام وحدانی نظام حکومت کا علمبردار ہے، اسلام میں اقتدار کی دوئی نہیں ہے اس لئے کہ خلیفہ ہی حکومت اور ریاست کا سربراہ ہوتا ہے۔ موصوف نے قومیت کی بنیاد پر صوبوں کے قیام کو اسلامی تعلیمات سے انحراف قرار دیا۔ جناب معین الدین شاہ نے مزید کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے بڑی جرات اور وسعت قلبی کے ساتھ عام مسلمان (فاسق و فاجر) کو بھی ووٹ کا حق دیا ہے۔ اگر داعی تحریک خلافت کے نظریات و افکار میں اس وسیع الظرفی کا مظاہرہ ہوتا رہا تو یہ تحریک لازماً کامیاب ہو گی ان شاء اللہ۔

جناب کے ایم اعظم اقوام متحدہ کے سابق مشیر ہی نہیں، علامہ اقبال کے مشہور نیاز مند چوہدری نیاز علی کے فرزند ارجمند بھی ہیں جنہوں نے پٹھانکوٹ میں ایک وسیع رقبے پر دار السلام کے نام پر ایک ادارہ قائم کیا تھا۔ اس ادارے ہی میں کچھ عرصہ تک جماعت اسلامی کے دفاتر قائم رہے۔ انہوں نے کہا کہ ۶۵ء سے لے کر اب تک ملک کا حکمران طبقہ ملک و ملت کو تباہ کرنے میں لگا ہوا ہے۔ عالم اسلام پر غلامی کے سائے ابھی تک موجود ہیں اور سیاسی آزادی کے باوجود ہم معاشی غلامی سے دوچار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام میں سود حرام ہے مگر ہمارے حکمران اس کو ختم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جناب کے ایم اعظم نے اپنے اس خدشے کا اظہار بھی کیا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں حکمران طبقہ اسلام کے نام پر مسخ شدہ اسلام کو نافذ نہ کر دے۔

پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ سیاسیات کے چیئرمین جناب ڈاکٹر سجاد نصیر جو تقریب کے آخری مقرر تھے، کہا کہ ہم آزادی کے پچاس سال گزارنے کے بعد ابھی تک ریاست بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا سوال یہ ہے کہ عوام کے سماجی، سیاسی اور معاشی مسائل کیسے حل ہوں گے؟ انہوں نے کہا کہ مخالف نقطہ نظر رکھنے والوں کو اپنے افکار و نظریات پر تنقید کرنے اور سوالات اٹھانے کی دعوت دینا روشن خیالی کی دلیل ہے، اس حوالے سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر سجاد نصیر نے کہا کہ جب میں مغرب کی طرف دیکھتا ہوں تو وہاں مجھے علمی سطح پر ارتقاء کا عمل جاری و ساری نظر آتا ہے۔ مغرب کی سیاسی جماعتیں عوام کے سامنے جو منشور پیش کرتی ہیں، حکومت میں آ کر اسے عملی جامہ بھی پہناتی ہیں، یوں وہاں کی حکومتوں اور عوام کی خواہشات میں فرق و تفاوت ختم ہو چکا ہے جبکہ ہمارے یہاں ایسا نہیں ہے۔ جس جمہوریت پر علامہ اقبال نے تنقید کی تھی اب مغرب میں علمی و فکری ارتقاء کے باعث موجودہ جمہوریت پر یہ تنقید بہت حد تک فرسودہ ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر سجاد نصیر نے مزید کہا کہ تاریخ کا مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ جس ملک میں ماضی میں انگریزوں کا راج رہا ہے وہاں انقلاب نہیں آیا۔ اکثر مستفسرین کی گفتگو داعی تحریک خلافت کی تقریر پر تبصرے اور عمومی تائید تک محدود رہی، تاہم بعض نے کچھ علمی سوالات اٹھائے جن کے تسلی بخش جوابات محترم ڈاکٹر صاحب نے دیئے اور وضاحب طلب امور کی توضیح فرمائی۔ تحریک خلافت پاکستان کی اس تقریب کا اختتام حسب روایت امیر محترم کے دعائیہ کلمات سے ہوا۔

نامے میرے نام

محترم و مکرم حافظ عاکف سعید صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی

تنظیم اسلامی ضلع میرپور کے ہفتہ وار اجتماع میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے دونوں گھٹنوں کے کامیاب آپریشن کے بعد صحت مند ہو کر واپس تشریف لانے پر اظہار تشکر کی قرارداد پاس کی گئی اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ امیر محترم کو صحت کاملہ سے سرفراز فرمائے تاکہ آنجناب دین و ملت کی بیش از بیش خدمت و رہنمائی فرمائیں! آمین

رفقائے کرام کا تقاضا تھا کہ ان کے یہ جذبات تحریری طور پر آپ تک پہنچا دیئے جائیں۔ جمعۃ المبارک کے خطاب میں امیر محترم نے جن ایمان افروز خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ ہر قسم کی تعریف سے بہت بلند ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ والسلام

سید محمد آزاد

امیر تنظیم اسلامی

میرپور حلقہ پنجاب شمالی

انجمن خدام القرآن ملتان کے زیر اہتمام

گیارہ روزہ قرآنی تربیت گاہ

گزشتہ کئی سالوں سے ہر سال منعقد ہونے والی قرآنی علوم اور دینی معلومات پر مشتمل تربیت گاہ ان شاء اللہ امسال بھی گرمیوں کی تعطیلات میں حسب پروگرام منعقد ہو گی

تعلیمی اہلیت : ایف اے، بی اے، علاوہ ازیں درس نظامی سے فارغ التحصیل حضرات بھی شریک ہو سکتے ہیں

داخلہ : 18/ اگست 98ء انٹرویو : 19/ اگست 98ء بعد نماز عصر

بمقام : قرآن اکیڈمی ہال، 25۔ آفیسرز کالونی، ملتان

مدت تربیت گاہ : 20 اگست تا یکم ستمبر 98ء (صبح 7:30 تا دوپہر 2:00 تک)

نوٹ : رہائش کا انتظام ادارہ ہذا کی جانب سے ہو گا، البتہ بیرون ملتان کے شرکاء کو طعام کے اخراجات خود برداشت کرنا ہوں گے۔ بیرون ملتان کے مقیم شرکاء کے لئے شام کے اوقات میں بھی پروگرام رکھے جائیں گے۔ نیز ادارے کے قواعد و ضوابط کی پابندی لازمی ہو گی۔

الداعی : صدر و اراکین انجمن خدام القرآن ملتان 25۔ آفیسرز کالونی ملتان

فون : 520451-521070

تنظیم اسلامی لاہور شمالی کا جلسہ سیرت النبیؐ

دُنیائے انسانیت بالخصوص قبولیت حقائق کے مدعیان کو حقائق کی یاد دہانی کرانے اور مقام فراموش کردہ کو آزمودہ کار رکھنے کے لئے فطرت نے دو پیرائے اختیار کئے ہیں جو کہ دو عنوانات کے تحت جانے پہچانے جاتے ہیں : ۱) التذکیر بانعام اللّٰہ ۲) التذکیر بایام اللّٰہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی انہی دونوں فطری اہتمامات کا تذکرہ اپنی کتاب "الفوز الکبیر" میں کیا ہے۔

اللہ عزوجل اہل ایمان کو "ایام اللہ" کے حوالے سے جو تذکیر فرماتا ہے وہ بھی دو ہی طرح کی ہے۔ اولاً ایسے ایام جبکہ خالق نے اپنی خلق 'اشرف المخلوقات پر احسان و امتنان فرمایا۔ کبھی صحیفہ ہائے رشد و ہدایت عطا فرما کر 'کبھی حامل اوّ کی تبجیث فرما کر اور کبھی فِئۃً قَلِیۡلَۃً حق پرستوں کے کم تعداد و وسائل لشکر کو کیل کانٹوں سے لیس بھاری بھرکم لشکر پر فتح و نصرت اور غلبہ و تمکن عطا فرما کر۔

ثانیاً ایسے ایام جو کہ کسی علاقے 'قبیلے یا قوم کی جانب مبعوث نبی اور رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے احقاق حق اور ابطال باطل کی خاطر تمام تر مساعی جمیلہ کے باوصف مخاطبین کو ان کی نانہجاریوں اور بد کرداریوں کی پاداش میں عذاب ادنیٰ کے جھٹکوں اور عذاب اکبر کے استیصال پر منتج ہوئے ہوں جیسا کہ قوم عاد و ثمود 'قوم شعیب 'قوم لوط وغیرہم کی بابت قرآن میں تفاصیل مذکور ہیں۔

ماہ ربیع الاول موجودہ اُمت مسلمہ کو اول الذکر ایام میں سے اس یوم سعید کی یاد دلاتا ہے جبکہ نبی آخر الزمان 'دانائے سبل 'مولائے کل اس کارخانہ کاف و نون (کن) میں تشریف لائے اور جس سراج منیر نے جہالت و جاہلیت کے گھٹاٹوپ اندھیاروں کو پاٹ کر اس گلزار ہستی میں کرن کرن اور قرن قرن اُجالا کیا۔ بقول مولانا ظفر علی خان ؂

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اِک روز جھلکنے والی تھی سب دُنیا کے درباروں میں

چمن انسانیت کا یہ گل سرسبد

"اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اِک نسخہ ٔ کیمیا ساتھ لایا"

سارے جہان اور تمام جہان والوں کے لئے رحمت و رأفت کا پیکر بن کر آیا

"حسن یوسف' دم عیسیٰ' ید بیضا داری
آنچہ ہمہ خوباں تو تنہا داری"

کی شان والے نے ہمہ نوع 'ہمہ وجوہ تکالیف جھیل کر 'مشقتیں اٹھا کر 'فقر و فاقہ کو اپنا شعار 'الفقر فخری دکھا کر 'خلق کے لئے دیئے گئے خالق کے نظام عدل و قسط کو عملاً اپنے حدود اربعہ میں نافذ العمل کر دیا اور دکھی انسانیت کو راحت و سکون کا ابدی و سرمدی سامان فراہم کر دیا اور ساتھ ہی اپنی تیار کردہ جماعت کے ہر فرد موجود اور ہر کس موعود کے لئے حکم نامہ جاری کر دیا کہ جس کسی کو مجھ سے محبت کا دعویٰ ہے وہ میری اتباع کرے 'میرے نقوش راہ اور میرے ہدایت یافتہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار کی تابعداری کرے نیز میری لائی ہوئی شریعت کا اپنی ذات اور اپنے ماحول میں گواہ بن کر پوری نسل آدم کے لئے میرا پیامبر بن جائے۔ اسی میں سعادت دنیوی اور فلاح اُخروی پوشیدہ ہے۔ یہ تھا وہ پیغام جو جلسہ سیرۃ النبی کا مرکز و محور بنا جس کا اہتمام جامع مسجد اقصیٰ 'میاں پارک 'تاج پورہ روڈ لاہور میں گیارہ ربیع الاول کو کیا گیا تھا۔

اس جلسہ کا آغاز بعد نماز عشاء تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم نے انجام دیئے۔ محمد عابد 'عبدالوحید اور خود راقم نے حضور ﷺ کی شان میں ثنا خوانی کی۔ مہمان خصوصی قاری محمد عثمان کے روایتی خطاب اور نوجوان مقرر محمد شفیق کے خوبصورت بیان کے بعد مذکورہ بالا مشن کی تذکیر و تعلیم کیلئے راقم الحروف نے گفتگو کی۔ اجتماعی دعا پر اس نشست کا اختتام ہوا۔

(مرتب : حافظ محمد اشرف)

رفقاء ایبٹ آباد کا دعوتی و تربیتی اجتماع

۲۵ '۲۶ جولائی کو ایک روزہ دعوتی و تربیتی اجتماع رفیق تنظیم اسلامی نصیر احمد کے گاؤں کالا پانی میں منعقد کیا گیا۔ یہ خوبصورت گاؤں ایبٹ آباد کے مشرق جانب ٹھنڈیانی روڈ کے قریب واقع ہے۔ نماز عصر سے قبل دعوتی گشت کیا گیا جس میں لوگوں کو اجتماع میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ نماز عصر کے بعد راقم نے درس قرآن دیا۔ جس میں سات رفقاء اور دس احباب نے شرکت کی۔ بعد ازاں رفقاء اور احباب کا تعارف ہوا۔ راقم نے ایک روزہ پروگرام کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور اجتماع کے پروگراموں کی ترتیب بیان کی۔ رفیق تنظیم جناب نصیر احمد کی رہائش گاہ پر درس حدیث ہوا۔ اسی جگہ عبدالجلیل نے سورۂ عصر پر درس دیا۔ اسی موضوع پر رفقاء کے مابین مذاکرہ بھی ہوا۔ نماز عشاء کے بعد عبدالجلیل صاحب نے حدیث نبویؐ بیان کی اور محمد عرفان طاہر صاحب نے آیۂ بر پر درس قرآن دیا۔ "آیۂ بر" پر رفقاء کے درمیان مذاکرہ بھی ہوا۔ نماز فجر کے بعد نصیر احمد صاحب نے سورۂ لقمان کی آیات پر درس دیا جبکہ محمد عرفان نے حدیث نبویؐ بیان کی۔ بعد ازاں تجوید کی کلاس میں محمد عرفان صاحب نے باری باری رفقاء سے قرآنی آیات سنیں۔ سید ذاکر شاہ نے دین و مذہب کا فرق بیان کیا۔ رفقاء نے چند سوالات بھی کئے۔ فرائض دینی پر بھی گفتگو ہوئی۔ راقم نے "عبادت و معاملات میں توازن" کے عنوان پر ایک لیکچر دیا۔ کالا پانی بازار کی مسجد میں نماز ظہر ادا کی گئی۔ عبدالجلیل صاحب نے درس حدیث دیا جبکہ سید ذاکر شاہ صاحب نے سورۂ تغابن کی چند آیات پر درس دیا۔ شام چار بجے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کا اجتماعی مطالعہ کیا گیا۔

نماز عصر کے بعد باہمی تعارف کا پروگرام ہوا۔ سات نئے احباب محمد عمران ' خان زمان ' محمد سعید اعوان 'محمد افضل 'محمد شعیب 'مشتاق احمد اور طارق عزیز نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ (رپورٹ : ذوالفقار علی)

تنظیم اسلامی راولپنڈی شہر کے اُسرہ جات کا منکرات کے خلاف مظاہرہ

۲۸/ جولائی کو اُسرہ محمدی کالونی و اُسرہ مسلم ٹاؤن راولپنڈی نے مشترکہ طور پر ایک مظاہرے کا اہتمام کیا۔ نماز عصر کے بعد رفقاء نے بیج کارڈ اٹھا کر ایک منظم مظاہرہ کیا۔ یہ مظاہرہ مسجد سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے شروع ہو کر ڈھوک علی اکبر سے ہوتے ہوئے مین ہائی وے پر پہنچا۔ بیج کارڈ پر مندرجہ ذیل نعرے درج تھے :

- ☆ قوم ورلڈ بینک کے قرضے ادا کرنے کی پابند نہیں۔
- ☆ موجودہ معاشی تباہی کا سبب سودی نظام ہے۔
- ☆ حکمرانو! اپنی عیاشیوں کیلئے قرض لیتے ہو اور پھر ٹیکسوں کے ذریعے عوام کا خون نچوڑتے ہو 'یہ ظلم بند کرو۔
- ☆ ایٹمی دھماکہ مبارک! لیکن جب تک نظام خلافت کا دھماکہ نہیں کرو گے اللہ کی مدد نہیں آئے گی۔
- ☆ جو لوگ مسلمان معاشرے میں (اخبارات 'ٹی وی 'وی ڈیو اور ڈش انٹینا کے ذریعے) عریانی و فحاشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔
- ☆ خود انحصاری کے لئے خدا پر انحصار شرط ہے۔
- ☆ غیر ملکی امداد کو ٹھکرا کر 'آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی غلامی سے نجات مل سکتی ہے۔

بارون چوک ڈھوک علی اکبر کے مقام پر جناب شمیم اختر نے خطاب کرتے ہوئے موجودہ معاشی بحران 'مہنگائی اور عریانی کا واحد حل قرآنی نظام کے نفاذ کو قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کو نہ صرف اپنی انفرادی زندگی میں اپنایا جائے بلکہ

اجتماعی طور پر بھی اپنایا جائے۔ (رپورٹ : محمد شبیر خان)

تنظیم اسلامی لاہور وسطی کا ماہانہ دعوتی اجتماع

موسم برسات کے باعث ماہانہ دعوتی اجتماع کارنر میٹنگ کی بجائے مسجد فیض سنت نگر میں درس قرآن کی صورت میں ۲۰/ جولائی کو بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ مدرس حافظ محمد عرفان تھے۔ انہوں نے اتباع رسول ﷺ کے حوالے سے خطاب کیا اور قرآن مجید کی متعلقہ آیات کا حوالہ دیتے ہوئے اتباع مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت واضح کی۔

انہوں نے کہا کہ رسول کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔ اسی طرح رسول اللہؐ کی اتباع کرنے والے کو اللہ کا محبوب اور اس کی مغفرت کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ اطاعت اور اتباع رسولؐ کے فرق کو واضح کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مجرد اطاعت تو خواہی نخواہی بھی کی جاتی ہے مگر اتباع رسولؐ دلی آمادگی سے ہوتی ہے۔ اتباع مصطفیٰؐ سے مراد یہ ہے کہ جو ذمہ داری نبی اکرمؐ کو سونپی گئی اس کی تکمیل کے لئے رضاکارانہ اور دلی آمادگی سے جدوجہد کی جائے۔ آپؐ نے اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کو غالب کر دیا اب پوری دنیا میں اس پیغام کو پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے تاکہ نبیؐ کا لایا ہوا نظام تمام ادیان پر غالب ہو جائے۔ اس وقت چونکہ دین اسلام مغلوب ہے۔ دین اسلام کے غلبہ کے لئے جدوجہد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کے لئے پہلے دین کو اپنی ذات پر نافذ کیا جائے پھر اس کو پوری دنیا پر غالب کرنے کی منظم کوشش کی جائے تاکہ اللہ کا دین غالب ہو جائے۔ شرکائے پروگرام کی تعداد پچاس تھی۔ (رپورٹ : تجمل حسن میرا)

تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی کا ایک روزہ تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی پروگرام قرآن اکیڈمی کراچی میں ہفتہ ۱۸/ جولائی کی نماز عشاء سے اتوار ۱۹/ جولائی بعد نماز عصر اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں ۱۳ رفقاء نے کل وقتی اور اتنے ہی رفقاء نے جزوی طور پر شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز درس حدیث سے ہوا۔ بعد میں رفقاء کا باہمی تعارف ہوا۔ اگلے روز صبح ساڑھے تین بجے رفقاء قیام اللیل کے لئے بیدار ہوئے فجر کی نماز کے بعد عبدالرحمٰن منگورہ نے درس قرآن دیا۔ امیر جنوبی نے رفقاء کے سامنے تجوید کی اہمیت بیان کی۔ چند رفقاء سے قرآن کی تلاوت سن کر ان کی غلطیوں کی طرف نشاندہی بھی کی اور تمام رفقاء پر زور دیا کہ وہ قرآن کی تجوید سیکھیں۔ ناشتہ و دیگر ضروریات کے وقفہ کے بعد رفقاء کو مختلف گروپس میں تقسیم کر کے انہیں ان رفقاء کے گھروں پر بھیجا گیا جو اس پروگرام میں شریک نہیں تھے۔ اس کوشش کے نتیجہ میں مزید تین رفقاء شریک پروگرام ہوئے۔ اس کے بعد لاہور میں ۲/ جون کو منعقدہ نفاذ شریعت کانفرنس کی ویڈیو ریکارڈنگ دیکھی گئی۔ بعد ازاں امیر محترم کے مرتب کردہ منتخب نصاب سے سورۂ بنی اسرائیل کا ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا۔ نماز ظہر اور طعام کے بعد رفقاء میں درس دینے کی صلاحیت پیدا کرنے کے سلسلہ میں محمد اختر صاحب نے سورۂ فرقان کے آخری رکوع کی روشنی میں "بندۂ مومن کی شخصیت کے خدوخال" بیان کئے۔ اس کے بعد امیر محترم کا ایک کیسٹ سنا گیا جس میں رفقاء کے دس مطلوبہ اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ جناب مختار حسین نے سیرت صحابہ" پر خطاب کیا۔ عصر کے بعد حدیث کے بیان پر یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ (مرتب : واحد علی رضوی)

سوات میں مبتدی تربیت گاہ

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد نے رفقاء کی سہولت کی خاطر ایک مبتدی تربیت گاہ کا اہتمام کیا۔ تربیت گاہ کے لئے مقام کا انتخاب ایک دیرینہ رفیق تنظیم جناب خادم حسین کی وساطت سے ہوا جو سروش اکیڈمی مینگورہ سوات کے پرنسپل ہیں۔ تربیت گاہ میں شرکت کے لئے چوگا اور غالیگے کے رفقاء نے خصوصی محنت کی۔ غالیگے کے طالب علم فکر مند نوجوان تھے جن کے عزم بلند اور دین کی تڑپ سے انشاء اللہ دین کے انقلابی فکر کو وسعت حاصل ہوگی۔

حلقہ امارات دیر' باجوڑ' پشاور' ہاتھیان اور سوات کی بونیر کے کل ۱۰ رفقاء' تربیت گاہ میں شریک ہوئے۔ چارسدہ' باجوڑ اور ہاتھیان' مردان سے بھی احباب شریک ہوئے۔ ناظم تربیت رحمت اللہ بٹر صاحب اور نائب ناظم قیصر جمال فیاضی نے اپنے طرز تدریس سے شرکاء کو خوب متاثر کیا۔ سرسید پبلک سکول مدین کے پرنسپل محترم شہاب الدین کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔ اسی طرح قیون صاحب نے بھی تربیت گاہ کے انعقاد میں تعاون کیا۔ دریا کے کنارے بلندی پر واقع نہایت ہی خوبصورت مسجد ہماری قیام گاہ تھی۔ محترم سید اسلام بانی مسجد نہایت خوشدلی سے درس حدیث میں شرکت کرتے رہے۔ تربیت گاہ کے جملہ انتظامات راقم اور عمران احسن صاحب کے ذمہ تھے۔ تربیت گاہ کے اختتام پر چار احباب نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ تعداد شرکاء ۴۰ تھی۔ تربیت گاہ میں اسلامی اخوت کا بھرپور مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ علی شیر اور محمد صدیق صاحب سواتی نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ علاوہ ازیں حبیب علی محترم محمد ایاز تیمرگرہ اور محترم محمد صدیق بونیری بھی دوران تربیت گاہ تشریف لائے اور شرکاء کی حوصلہ افزائی کی۔

اللہ تعالیٰ تربیت شرکاء اور انتظامی امور میں شامل رفقاء و احباب کو دین کی خدمت کی ہمت اور استقامت دے۔ (مرتب : میجر (ر) فتح محمد امیر حلقہ سرحد)

اُسرہ بی بیوڑ ضلع دیر کی دعوتی سرگرمیاں

۱۸/ جولائی کو اسرہ بی بیوڑ کا ایک چار رکنی قافلہ داروڑہ کی سب سے بڑی جامع مسجد کے لئے روانہ ہوا۔ یہ پروگرام ۱۸/ جولائی کی نماز عصر سے ۱۹/ جولائی کی صبح تک جاری رہا۔ قافلہ میں راقم' ممتاز بخت' نیک محمد اور عالم زیب شامل تھے۔ ایک روزہ دعوتی پروگرام کا افتتاح راقم کے درس قرآن سے ہوا۔ درس کے بعد ۱۶ احباب کے ساتھ مفصل گفتگو ہوئی۔ احباب کی طرف سے مختلف سوالات بھی سامنے آئے۔ یہ سوال بھی کیا گیا کہ مذہبی جماعتیں اکٹھی کیوں نہیں ہوتیں؟ مقامی مسجد میں نیک محمد اور ممتاز بخت نے "فرائض دینی" کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد نماز عشاء ممتاز بخت نے "نظام خلافت کیا' کیوں اور کیسے؟" کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں تین احباب سے مفصل گفتگو ہوئی جن میں سے جناب عزیز محمد کا تعلق حرکۃ الانصار سے جبکہ اختر حسین اور انعام الدین کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ آخری نشست ۱۹/ جولائی کو نماز فجر کے بعد منعقد ہوئی جس میں "منہج انقلاب نبویؐ" کے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ لوگوں نے پروگرام بہت پسند کیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ باتیں اچھی کرتے ہیں لیکن پارٹی ہے کیا کریں۔ گاؤں والوں میں تبلیغی جماعت' تحریک نفاذ شریعت اور جماعت اسلامی کا اثر و رسوخ نمایاں ہے۔
(مرتب : حسین احمد)

امیر حلقہ لاہور کینٹ کا دورۂ ہیر کرباٹھ

امیر تنظیم لاہور کینٹ اشرف وصی صاحب گزشتہ اتوار نقیب اُسرہ عبید اللہ اعوان کی خصوصی دعوت پر گاؤں ہیر تشریف لائے۔ کرباٹھ ہیر کی اُسرہ میٹنگ ہر اتوار کو منعقد ہوتی ہے لیکن اس مرتبہ امیر تنظیم کی آمد کی وجہ سے تمام رفقاء کو خصوصی طور پر مطلع کیا گیا تھا۔ نقیب اُسرہ عبید اللہ اعوان ہر ماہ مرکزی ذمہ داران میں سے کسی ایک شخصیت کو ضرور مدعو کرتے ہیں تاکہ امیر تنظیم رفقاء کی کارکردگی کا براہ راست جائزہ لے سکیں۔ انہوں نے تمام رفقاء کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور تنظیم اسلامی کے انقلابی فکر کو آگے بڑھانے کے لئے مفید مشورے دیئے۔ انہوں نے کہا کہ فعال رفقاء پر دعوت کی توسیع کے حوالے سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ غیر فعال رفقاء کو بھی متحرک کریں۔ انہوں نے سورۂ نساء کے حوالے سے غیبت' بہتان' جھوٹ جیسی معاشرتی برائیوں کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا۔

درس حدیث کی سعادت حاصل کرتے ہوئے راقم نے حضرت ثوبانؓ سے مروی ایک حدیث بیان کی

پروگرام کے اختتام پر نقیب اُسرہ نے رفقاء و مہمان گرامی کی پرتکلف کھانے سے تواضع کی۔ بعد ازاں جناب اشرف وصی نے تنظیم اسلامی کے مقامی دفتر کا دورہ کیا اور اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ (مرتب : انور کمال)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۳۱
سالانہ زرتعاون -/۱۵۰ روپے
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱۔۰۳
معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

امریکہ نے اسلام کو سوویت یونین کی جگہ دے دی، بی بی سی

امریکہ نے سوویت یونین کے خاتمے کے بعد اسلام کو اس کی جگہ دے دی ہے جس کے خلاف لڑنا وہ ضروری سمجھتا ہے۔ اسرائیل کے لئے امریکہ کی اندھی حمایت ترقی پذیر دنیا کے بہت سارے ممالک کو سخت ناپسند ہے۔ اسی طرح بعض اوقات امریکی پالیسیاں دوسرے ممالک کے لئے جارحیت کے مترادف ہوتی ہیں۔ بی بی سی کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سوال یہ اٹھتا ہے کہ دنیا میں امریکہ کے سفارتخانے اور باشندے دہشت گردی کا نشانہ کیوں بنتے ہیں؟ کیا اس کا سبب امریکی پالیسیاں اور اقدامات ہیں جو دشمن پیدا کر رہے ہیں۔ دنیا میں امریکہ اور اس کی پالیسیوں کے دشمن ملکوں، تنظیموں اور افراد کی خاصی تعداد موجود ہے۔ اسی وجہ سے امریکہ کی اس کے شہریوں اور اداروں کے خلاف دھمکیاں ایک عام بات ہے۔ ان حملوں کی وجہ سے وزیر خارجہ البرائٹ یہ بتاتی ہیں کہ ہم انصاف، قانون اور آزادی کے سب سے بڑے محافظ ہیں کیونکہ ہم برداشت اور کھلے پن کے علمبردار ہیں۔ شاید اسی وجہ سے ہم بہت مضبوط ہیں اور اپنی طاقت کو تنازعات کے حل کے لئے استعمال بھی کرتے ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دیگر ممالک معاملے کو اس طرح نہیں دیتے وہ امریکہ کی اسرائیل کے لئے اندھی حمایت کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ ایسے میں بعض لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد امریکہ نے اسلام کو ایک یونین کی جگہ دی ہے جس کے خلاف لڑنا وہ ضروری سمجھتا ہے۔ عرب امریکی کمیٹی کے صدر ہالہ مقصود نے کہا کہ ہر واقعہ کا الزام مسلمانوں پر عائد کر دیا جاتا ہے اور بعض افراد کا کام ہی یہی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا خوف پیدا کیا جائے اور ان کے خلاف نفرت عام کی جائے۔ لیکن صدر بل کلنٹن کا کہنا ہے کہ انسانی تاریخ کبھی تباہی کی قوتوں سے خالی نہیں رہی اور جیسے جیسے دنیا میں انسانی حقوق کی اقدار فروغ پا رہی ہیں اسی طرح بعض منظم لوگ آزادی پسند لوگوں کے لئے خطرات میں اضافہ کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مضبوط ہونا چاہئے۔

البانوی مسلمانوں نے سربوں سے اہم علاقہ واپس لے لیا

کوسوو کے البانوی نژاد مسلمانوں نے سربوں سے اپنا مضبوط گڑھ "لیکواک" دوبارہ چھین لیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق سرب اس علاقے پر صرف چند گھنٹے ہی قابض رہ سکے۔ قصبے کی زیادہ تر عمارتیں آگ سے تباہ ہو چکی ہیں۔ مسلمانوں نے بتایا کہ سرب اس علاقے پر پہلے بھی قابض نہیں تھے۔ ہم نے سربوں کی بکتر بند گاڑیوں کی آمد کی وجہ سے علاقہ خالی کیا تھا اور ان کے جاتے ہی دوبارہ قبضہ کر لیا۔ دوسری طرف گزشتہ ایک ماہ سے مسلمانوں کی ہجرت کا سلسلہ جاری ہے اور اب ان کی تعداد دو لاکھ سے بھی کہیں زیادہ ہو چکی ہے۔ زیادہ تر مسلمان البانیہ کی سرحد پر قائم امدادی کیمپوں میں پڑے ہیں جہاں ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

500 سال بعد: سپین میں اسلام کا دوبارہ فروغ

سپین میں اسلامی اقتدار کے خاتمے کے ۵۰۰ سال بعد اب ایک مرتبہ پھر دین اسلام فروغ پا رہا ہے۔ ماضی میں اندلس کے نام سے پہچانے جانے والے ملک سپین میں مسلمانوں کی تعداد دوگنی ہو گئی اور گزشتہ آٹھ سالوں میں ۱۰۰ سے زائد مساجد کا اضافہ ہوا ہے اور صرف ۱۹۹۷ء میں تقریباً ۲۵ نئی اسلامی تنظیموں نے اپنے نام رجسٹر کرائے ہیں۔ روزنامہ "المندو" میں یہ اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں۔ سپین میں سرکاری طور پر مسلمانوں کی تعداد تین لاکھ ظاہر کی گئی ہے تاہم اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہاں تقریباً ۵ لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ ۱۴۵۲ء میں اسلامی حکومت کا خاتمہ اور عیسائی اقتدار کی واپسی کے بعد گیرناڈ کا شہر اندلستان اب ایک مرتبہ پھر اسلامی مرکز بنتا جا رہا ہے۔ شہر میں مسلمانوں کی تجارت فروغ پا رہی ہے۔ سڑکوں پر باریش مسلمان دکھائی دیتے ہیں اور خواتین برقع زیب تن کئے نظر آتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ تقریباً پانچ ہزار سپینی (Spanish) باشندوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اسلام پر سپینی ماہر فیڈرو مارٹینز کا خیال ہے کہ اسلام ایک جامع مذہب ہے جس پر عام آدمی بھی عمل کر سکتا ہے۔ سپین میں مسلمانوں کو اپنے ذاتی قبرستان اور مدارس قائم کرنے کی اجازت حاصل نہیں ہے۔ تاہم تاتاریوں کا کہنا ہے کہ مسائل حل ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ حقوق دیئے جا رہے ہیں۔ مسٹر مارٹینز کا خیال ہے آئندہ چند برسوں میں سپین یورپ میں سب سے زیادہ مسلمان شہریوں کا ملک بن جائے گا۔ اس وقت فرانس میں چار لاکھ مسلمان اور جرمنی میں ۲ لاکھ مسلمان قیام پذیر ہیں۔

زیر نگرانی ڈاکٹر اسرار احمد
دینی اور دنیوی تعلیم کا سنگم
قرآن کالج لاہور (لاہور بورڈ سے الحاق شدہ)
ایف اے (آرٹس و جنرل سائنس کمپیوٹر) اور آئی کام
میں داخلے جاری ہیں
● محدود سیٹیں ● داخلہ میرٹ کی بنیاد پر
داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 20/ اگست ہے
○ کمپیوٹر کی لازمی اور مفت تعلیم ○ ہاسٹل کی محدود سہولت
پتہ: 191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن ☎:5833637